ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

اکتوبر ۱۹۹۸ء

(ایڈیٹر)

نصر اللہ خاں ناصر

فارسی منظوم کلام

ماکہ با دیدارِ اُو رُو تافتیم　　　از رہِ عشق و فنائش یافتیم

ہم لوگ جنہوں نے اس کے دیدار سے اپنا چہرہ روشن کیا ہے ہم نے تو اسے عشق اور فنا کے راستہ سے پایا ہے

ترک خود کردیم بہرِ آں خدا　　　از فنائے ما پدید آمد بقا

اس خدا کے لئے جب ہم نے اپنی خودی ترک کر دی تو ہماری فنا کے نتیجہ میں بقا ظاہر ہو گئی

اندریں رَہ دردِ سربسیار نیست　　　جاں بخواہد دادنش دشوار نیست

اس راستے میں زیادہ تکلیف اٹھانی نہیں پڑتی وہ صرف جان مانگتا ہے اور اس کا دینا مشکل نہیں

گرنہ اُوخواندے مرا از فضل وجُود　　　صد فضولی کردمے بے سود بود

اگر وہ خود اپنے فضل و کرم سے مجھے نہ کھینچتا تو خواہ میں کتنی ہی کوششیں کرتا سب بے فائدہ تھیں

از نگاہے ایں گدارا شاہ کرد　　　قصہ ہائے راہِ ما کوتاہ کرد

اس نے ایک نظر سے اس فقیر کو بادشاہ بنا دیا اور ہمارے لمبے راستہ کو مختصر کر دیا

راہِ خودبرمن کشود آں دِلستاں　　　دانمش زِ انساں کہ گل را باغباں

اس معشوق نے خود اپنا راستہ میرے لئے کھولا۔ میں یہ بات اس طرح جانتا ہوں جیسے باغبان پھول کو

ہرکہ درعہدم زِمن ماند جُدا　　　مے کند برنفسِ خود جوروجفا

جو میرے زمانہ میں مجھ سے جدا رہتا ہے تو وہ خود اپنی جان پر ظلم کرتا ہے

(روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۰۔۱۰۱)

سیرت طیبہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایمان افروز روایات

تربیت اولاد اور بچوں سے محبت و شفقت

ایڈیٹر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:
"میرے نزدیک بچوں کو یوں مارنا شرک میں داخل ہے گویا بد مزاج مارنے والا ہدایت اور ربوبیت میں اپنے تئیں حصہ دار بنانا چاہتا ہے...... جس طرح اور جس قدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کے لئے سوز دل سے دعا کرنے کو ایک حزب ٹھہرائیں اس لئے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے۔"

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تربیت اولاد اور بچوں سے شفقت کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا تھے۔ آپ کی سیرت میں بکثرت ایسی روایات ملتی ہیں جن میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ کی حسین تصویر نظر آتی ہے

اکرام اولاد سے بچوں میں عزت نفس پیدا ہوتی ہے اور بہتر احساس و شعور جنم لیتا ہے جو ان کی ذہنی نشوونما کے لئے ضروری ہے اور اس طرح ان میں اپنی شناخت اور خود آگہی کا احساس پیدا ہوتا ہے اور وہ بہتر صلاحیتوں کے مالک بنتے ہیں حضرت مسیح موعودؑ کی حیات طیبہ میں بکثرت ایسے واقعات ملتے ہیں جو بچوں سے آپ کی محبت و شفقت کا مظہر ہیں۔ آپ نے بچوں کو نہ کبھی سزا دی اور نہ کسی تہوز اور سخت مزاجی کا کبھی اظہار کیا۔ آپ مجسم رحمت تھے آپ کی سیرت میں ہر لحہ اور ہر قدم پر بچوں سے حسن سلوک نظر آتا ہے۔ اس ضمن میں حضرت اقدسؑ کی زندگی کے بعض واقعات و روایات ہدیہ قارئین کئے جا رہے ہیں۔

بچوں کی پرورش اور ان کی تکلیف کا احساس

آپ کو بچوں کی پرورش کا بڑا خیال رہتا اور ان کی

تکلیف کا بے حد احساس کرتے۔ چنانچہ حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی .... اپنے مشاہدات کا اظہار یوں فرماتے ہیں:۔

"آپ بچوں کی خبر گیری اور پرورش اس طرح کرتے ہیں کہ ایک سرسری دیکھنے والا گمان کرے کہ آپ سے زیادہ اولاد کی محبت کسی کو نہ ہو گی اور بیماری میں اس قدر توجہ کرتے ہیں اور تیمارداری اور علاج میں ایسے محو ہوتے ہیں کہ گویا اور کوئی فکر ہی نہیں مگر باریک بین دیکھ سکتا ہے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔" (۱)

حضرت اقدسؑ کی سب سے بڑی بیٹی کی علالت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی ...... فرماتے ہیں:

> "آپ کی پلوٹھی بیٹی عصمت لدھیانہ میں ہیضہ سے بیمار ہوئی آپ اس کے علاج میں یوں دوا دوی کرتے کہ گویا اس کے بغیر زندگی محال ہے اور ایک دنیادار دنیا کی عرف و اصطلاح میں اولاد کا بھوکا اور شیفتہ اس سے زیادہ جانکاہی کر ہی نہیں سکتا۔ مگر جب وہ مرگئی۔ آپ یوں الگ ہو گئے کہ گویا کوئی چیز تھی ہی نہیں اور جب سے کبھی ذکر تک نہیں کیا کہ کوئی لڑکی تھی۔" (۲)

بچوں کو سزا دینے اور مارنے کی ممانعت

حضرت اقدسؑ بچوں کو معمولی تنبیہہ سے بڑھ کر سزا دینے اور جاہلوں کی طرح تشدد کا سلوک کرنے کو ناپسند فرماتے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام میں اگر کبھی کسی استاد کے خلاف شکایت آتی کہ اس نے کسی بچے کو مارا ہے تو سخت ناپسند فرماتے اور متواتر ایسے احکام دئے کہ بچوں کو جسمانی سزا نہ دی جاوے۔

حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی ...... فرماتے ہیں:

> "حضرت بچوں کو سزا دینے کے سخت مخالف ہیں۔ میں نے بارہا دیکھا ہے ایسی کسی چیز پر برہم نہیں ہوتے۔ جیسے جب سن لیں کہ کسی نے بچہ کو مارا ہے۔ یہاں ایک بزرگ نے ایک دفعہ اپنے لڑکے کو عادتاً مارا تھا۔ حضرت بہت متاثر ہوئے اور انہیں بلا کر بڑی درد انگیز تقریر فرمائی۔ فرمایا میرے نزدیک بچوں کو یوں مارنا شرک میں داخل ہے۔ گویا بد مزاج مارنے والا ہدایت اور ربوبیت میں اپنے تئیں حصہ دار بنانا چاہتا ہے۔ فرمایا ایک جوش والا آدمی جب کسی بات پر سزا دیتا ہے۔ اشتعال میں بڑھتے بڑھتے ایک دشمن کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ اور جرم کی حد سے سزا میں کوسوں تجاوز کر جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص خوددار اور اپنے نفس کی باگ کو قابو سے نہ

دینے والا اور پورا متحمل اور بردبار اور باسکون اور باوقار ہو تو اسے البتہ حق پہنچتا ہے۔ کہ کسی وقت مناسب پر کسی حد تک بچہ کو سزا دے یا چشم نمائی کرے۔ مگر مغضوب الغضب اور سبک سر اور طائش العقل ہر گز سزاوار نہیں کہ بچوں کی تربیت کا متکفل ہو۔ فرمایا جس طرح اور جس قدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے۔ کاش دعا میں لگ جائیں۔ اور بچوں کے لئے سوز دل سے دعا کرنے کو ایک حزب مقرر کرلیں۔ اس لئے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے۔ فرمایا میں التزاماً چند دعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں۔ اول اپنے نفس کے لئے دعا مانگتا ہوں۔ کہ خدا مجھ سے وہ کام لے جس سے اس کی عزت و جلال ظاہر ہو۔ اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔ پھر اپنے گھر کے لوگوں کیلئے مانگتا ہوں۔ کہ ان سے قرۃ عین عطا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں۔ پھر اپنے بچوں کے لئے دعا مانگتا ہوں۔ کہ یہ سب دین کے خدام بنیں۔ پھر اپنے مخلص دوستوں کے لئے نام بنام اور پھر ان سب کے لئے جو اس سلسلہ سے وابستہ ہیں۔ خواہ ہم انہیں جانتے ہیں یا نہیں جانتے۔ اور اسی ضمن میں فرمایا۔ حرام ہے مشیخی کی گدی پر بیٹھنا۔ پیر بننا اس شخص کو جو ایک منٹ بھی اپنے متوسلین سے غافل رہے .... آپ نے قطعی طور پر فرمایا۔ اور لکھ کر بھی ارشاد کیا۔ کہ ہمارے مدرسہ میں جو استاد مارنے کی عادت رکھتا اور اپنے اس ناسزا فعل سے باز نہ آتا ہو اسے یک لخت موقوف کر دو۔ فرمایا ہم تو اپنے بچوں کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اور سرسری طور پر قواعد اور آداب تعلیم کی پابندی کراتے ہیں۔ بس اس سے زیادہ نہیں۔ اور پھر اپنا پورا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھتے ہیں۔ جیسا کسی میں سعادت کا تخم ہو گا۔ وقت پر سرسبز ہو جائے گا۔" (۳)

بچوں کو مارنا شرک میں داخل ہے

حضرت اقدسؑ نے بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں فرمایا: "ہدایت اور تربیت حقیقی خدا تعالیٰ کا فعل ہے سخت پیچھا کرنا اور ایک امر پر اصرار کو حد سے گزار دینا یعنی بات بات پر بچوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے۔ یہ ایک قسم کا شرک خفی ہے اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہئے۔" (۴)

بڑوں کا ادب کرنے کی تعلیم

حضرت مرزا بشیر احمد .... نے ایک واقعہ سیرت المہدی میں لکھا ہے۔ "ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اس حجرہ میں کھڑے تھے

جو عزیزم میاں شریف صاحب کے مکان کے ساتھ ملحق ہے والدہ صاحبہ بھی غالباً پاس تھیں۔ میں نے کوئی بات کرتے ہوئے مرزا نظام الدین صاحب کا نام لیا تو صرف نظام الدین کہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ میاں آخر وہ تمہارا چچا ہے اس طرح نام نہیں لیا کرتے۔" (۵)

بچوں کو رحم کی طرف توجہ دلانا

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ...... نے ایک واقعہ حضرت ڈاکٹر محمد اسمٰعیل ...... کی روایت ہے سیرت المھدی میں لکھا ہے جس میں حضرت اقدسؑ نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمدؓ (خلیفۃ المسیح الثانی) ......کو رحم کی طرف توجہ دلائی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد.... لکھتے ہیں۔

"ایک دفعہ میاں (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) دالان کے دروازے بند کر کے چڑیاں پکڑ رہے تھے کہ حضرت صاحب نے جمعہ کی نماز کے لئے باہر جاتے ہوئے ان کو دیکھ لیا اور فرمایا۔

"میاں گھر کی چڑیاں نہیں پکڑا کرتے جس میں رحم نہیں اس میں ایمان نہیں۔" (۶)

بچوں کی دلداری کا خیال

حضرت اقدسؑ بچوں کی دلداری کا خیال رکھتے۔ ایک شفیق باپ کا نمونہ آپ کے طرز عمل سے ظاہر ہوتا تھا جس کی مثال عام انسانوں میں نہیں ملتی۔ عام انسان تو معمولی معمولی باتوں پر برہمی اور غصہ کا اظہار کرتے ہوئے بچوں کو سرزنش کرتے ہیں۔ جبکہ حضرت اقدسؑ کا طریق نہایت مشفقانہ تھا۔ ایک واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی .... کے بچپن کا ہے۔ حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی ..... فرماتے ہیں:

"جاڑے کا موسم تھا۔ محمود نے جو اس وقت بچہ تھا آپ کی واسکٹ کی جیب میں ایک بڑی اینٹ ڈال دی۔ آپ جب لیٹیں وہ اینٹ چبھے میں موجود تھا۔ آپ حامد علی سے فرماتے ہیں حامد علی! چند روز سے ہماری پسلی میں درد ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز چبھتی ہے۔ وہ حیران ہوا۔ اور آپ کے جسد مبارک پر ہاتھ پھیرنے لگا اور آخر اس کا ہاتھ اینٹ سے جا لگا جھٹ جیب سے نکال لی اور عرض کیا کہ یہ اینٹ تھی جو آپ کو چبھتی تھی مسکرا کر فرمایا اوہو چند روز ہوئے محمود نے میری جیب میں ڈالی تھی اور کہا تھا اسے نکالنا نہیں میں اس سے کھیلوں گا۔" (۷)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی ...... اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"بظاہر یہ ایک معمولی سا واقعہ ہے اور اس سے حضور کے استغراق کا بھی پتہ چلتا ہے مگر بچہ

کی دلداری کا اس قدر خیال ہے کہ اس کی ڈالی ہوئی اینٹ کو بھی جیب ہی میں پڑا رہنے دیا" (۸)

بچوں سے عفو ودرگزر

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی ...... فرماتے ہیں "اسی طرح حضور کے عفو درگزر کے نظاروں میں دکھا چکا ہوں کہ ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ ثانی نے جب کہ وہ چار برس کے تھے دیا سلائی لے کر حضور کے مسودوں کو آگ لگادی اور ان کی ان میں ساری محنت کو ضائع کر دیا۔ مگر آپ نے کسی بھی خفگی یا رنج کا اظہار نہیں کیا۔ بلکہ مسکرا کر صرف اتنا کہا۔

"خوب ہوا اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی مصلحت ہو گی اور اب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھائے" (۹)

عفو درگزر سے بچوں کو از خود احساس ہوتا ہے کہ ہ کام کرنا چاہیے تھا یا نہ اور پھر غلطی اور ندامت کے جذبات بھی اس کے اطوار و عادات پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ (جاری)

حوالہ جات

(۱'۲'۳) سیرت مسیح موعودؑ از مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صفحہ ۵۳۔ ۵۴' ۳۶۔ ۳۷ (۴'۵) ملفوظات جلد اول ۳۰۹' جدید ایڈیشن (۶'۷) سیرت مسیح موعودؑ جلد سوم از حضرت یعقوب علی عرفانی صفحہ ۳۶۸۔ بحوالہ سیرت المہدی جلد اول (۷) سیرت مسیح موعود از حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صفحہ ۳۹ (۸'۹) سیرت مسیح موعود جلد سوم از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صفحہ ۳۶۹۔ ۳۷۰

مجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان کا تفریحی پروگرام

گذشتہ دنوں قیادت ذہانت و صحت جسمانی کو مجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان کی ایک پکنک کا اہتمام کرنے کا موقعہ ملا۔ یہ پروگرام مورخہ ۷ جولائی ۱۹۹۸ء کو ہوا۔ جس میں ناظر اعلیٰ صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب اور صدر مجلس انصاراللہ نے بھی شرکت فرمائی۔ جملہ اراکین احمد نگر کے قریب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے باغ میں واقع بارہ دری میں ۶۔۳۰ تک پہنچ چکے تھے باغ کے دلکش اور نہایت خوشگوار ماحول میں احباب چہل قدمی میں مصروف رہے۔ جس کے بعد نماز مغرب ادا کی گئی نماز کے بعد بعض علمی تفریحی مسائل پر گفتگو سے دوست لطف اندوز ہوتے رہے۔ اس دوران ٹیلی ویژن پر فٹ بال اور wild life سے متعلق پروگرام بھی دکھائے جاتے رہے۔ ۸ بجے شب احباب کی کھانے اور پھل سے تواضع کی گئی۔ جس کے بعد نماز عشاء ادا کی گئی۔ اس موقعہ پر احباب سے یہ بھی درخواست کی گئی کہ وہ اپنے تاثرات قلمبند کر کے بھجوائیں۔ تاکہ دوستوں کے مشورہ کی روشنی میں ایسے تفریحی پروگراموں کو بہتر بنایا جاسکے۔ ۹ بجے شب مہمان خصوصی نے دعا کروائی اور پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

(عبدالجلیل صادق قائد ذہانت و صحت جسمانی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ

حقائق و معارف اور اسرار علمیہ

ریاض محمود باجوہ (اسسٹنٹ ایڈیٹر)

(نوٹ) اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو وہ عظیم الشان حقائق و معارف اور روحانی خزائن عطا فرمائے تھے۔ جن کا سرچشمہ کلام الٰہی اور انوار سماویہ ہیں۔ آپ کے کلمات طیبات میں وہ دائمی عالمگیر صداقتیں ہیں جن سے علمی دنیا نے روشنی پائی۔

قبل ازیں ادارہ اپنے خاص شماروں "اسلامی اصول کی فلاسفی" اور "براہین احمدیہ" نمبر میں حقائق و معارف کے جواہرات پیش کرنے کی سعادت حاصل کر چکا ہے۔ اب اس موضوع پر دیگر کتب حضرت مسیح موعود (بانی سلسلہ احمدیہ) علیہ السلام سے حقائق و معارف اسرار علمیہ اور عالمگیر صداقتیں ہدیہ قارئین کی جا رہی ہیں ہر اقتباس کا حوالہ کتاب کے ساتھ روحانی خزائن کی جلد کا صفحہ دیا گیا ہے نیز اقتباسات کی ترتیب میں جلد نمبر کو مد نظر رکھا گیا ہے یہ اقتباسات مجلس ادارت کے رکن ریاض محمود باجوہ صاحب مرتب کر رہے ہیں۔ (ایڈیٹر)

پرانی تحریریں (روحانی خزائن جلد ۲)

ربوبیت

"ربوبیت تامہ جو عدم سے وجود اور وجود سے کمال وجود بخشنے کو کہتے ہیں۔" (صفحہ ۱۴)

قدرت

"قدرت تو حقیقت میں اسی بات کا نام ہے جو داغ احتیاج اسباب سے منزہ اور پاک اور ادراک انسانی سے برتر ہو" (صفحہ ۳۶)

الہام

"الہام ایک القاء غیبی ہے کہ جس کا حصول کسی طرح کی سوچ اور تردد اور تفکر اور تدبر پر موقوف نہیں ہوتا اور

ایک واضح اور منکشف احساس سے کہ جیسے سامع کو متکلم سے یا مضروب کو ضارب سے یا ملموس کو لامس سے ہو محسوس ہوتا ہے اور اس سے نفس کو مثل حرکات فکریہ کے کوئی الم روحانی نہیں پہنچتا بلکہ جیسے عاشق اپنے معشوق کی رویت سے بلا تکلف انشراح اور انبساط پاتا ہے ویسا ہی روح کو الہام سے ازلی اور قدیمی رابطہ ہے کہ جس سے روح لذت اٹھاتا ہے۔ غرض یہ ایک منجانب اللہ اعلام لذیذ ہے کہ جس کو نفث فی الروع اور وحی بھی کہتے ہیں" (صفحہ ۲۰)

سرمہ چشم آریہ (روحانی خزائن جلد ۲)

ہستی باری تعالیٰ

"ہر یک چیز کے اندر اس کے وجود کی گواہی چھپی ہوئی ہے۔ ہر یک مصنوع اس صانع کامل کی راہ دکھلا رہا ہے" (صفحہ ۵۱)

وحی الٰہی

"وحی الٰہی ایک ایسا آئینہ ہے جس میں خدائے تعالیٰ کی صفات کمالیہ کا چہرہ حسب صفائی باطن نبی منزل علیہ کے نظر آتا ہے۔" (صفحہ ۱۷ حاشیہ)

کشف اور الہام

"ہزاروں مقدسوں کی شہادت سے کشف اور الہام کا پایا جانا بہ پایہ ثبوت پہنچ چکا ہے اور تمام سچے عارف اسی طریق سے معرفت کاملہ تک پہنچے ہیں۔" (صفحہ ۸۹)

مذہب کی حقیقت

"مذہب وہ چیز ہے جس کی برکات کی اصل جڑ ایمان و اعتبار و حسن اعتقاد و حسن ظن و اطاعت و اتباع مخبر صادق و کلام الٰہی ہے۔" (صفحہ ۱۷)

عظمت قرآن

"قرآن شریف ایسے کمالات عالیہ رکھتا ہے جو اس کی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صحف سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے۔ کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اس میں درج نہ

ہو۔" (صفحہ ۱۷ حاشیہ)

قانون قدرت

"آثار الصفات کا نام سنت اللہ یا قانون قدرت ہے۔" (صفحہ ۹۱)

"قانون قدرت خدائے تعالیٰ کے ان افعال سے مراد ہے جو قدرتی طور پر ظہور میں آئے یا آئندہ آئیں گے۔" (صفحہ ۹۳)

قرآن کریم

"وہ نہ صرف اعجاز بلکہ اپنی برکات و تنویرات کے رو سے اعجاز آفرین بھی ہے۔" (صفحہ ۶۰۔۶۱)

"فی الحقیقت قرآن شریف اپنی ذات میں ایسی صفات کمالیہ رکھتا ہے جو اس کو خارجیہ معجزات کی کچھ بھی حاجت نہیں۔" صفحہ(۶۱)

"وہ بلاشبہ صفات کمالیہ حق تعالیٰ کا ایک نہایت مصفا آئینہ ہے جس میں سے وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارج عالیہ معرفت تک پہنچنے کے لئے درکار ہے۔" (صفحہ ۲ے حاشیہ) (جاری)

انصاراللہ کی ذمہ داریاں

(مرسلہ نظارت اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن وقف عارضی)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"انصار اللہ کو آج میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ آپ ان ذمہ داریوں کو ادا کریں جو تعلیم القرآن کے سلسلہ میں آپ پر عائد ہوتی ہیں۔ قرآن کریم کی تعلیم کے سلسلہ میں آپ پر دو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ ایک ذمہ داری تو خود قرآن کریم سیکھنے کی ہے اور ایک ذمہ داری ان لوگوں (مردوں اور عورتوں) کو قرآن کریم سکھانے کی آپ پر عائد ہوتی ہے۔ کہ جن کے آپ اللہ کی نگاہ میں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق داعی بنائے گئے ہیں۔ آپ ان دونوں ذمہ داریوں کو سمجھیں اور جلد قرآن کی طرف متوجہ ہوں۔ ہر رکن انصاراللہ کا فرض ہے کہ وہ اس بات کی ذمہ داری اٹھائے کہ اس کے گھر میں اس کی بیوی اور بچے یا اور ایسے احمدی کہ جن کا خدا کی نگاہ میں وہ داعی ہے۔ قرآن کریم پڑھتے ہیں اور قرآن کریم سیکھنے کا وہ حق ادا کرتے ہیں۔ جو حق ادا ہونا چاہیئے۔ انصاراللہ کی تنظیم کا یہ فرض ہے کہ وہ انصاراللہ مرکزیہ کو اس بات کی اطلاع دیتی رہے کہ انصاراللہ نے اپنی ذمہ داری کو کس حد تک نبھایا ہے۔ اور اس کے کیا نتائج نکلے ہیں۔" (خطبہ جمعہ ۱۰ اپریل ۶۹ء)

مناجات

(کلام حضرت مولانا ذوالفقار علی گوہر......)

دکھا وہ جلوہ کہ عالم تمام ہو جائے
جفا کا درہم و برہم نظام ہو جائے

تری نگاہ کرم نیکیوں کی حامی ہو
بدی و ظلم کا پھر قتل عام ہو جائے

رہیں سلامتی و امن سے سب اہل زمیں
دلوں پہ نقش یہ تیرا پیام ہو جائے

ترا ہے نام سلام و مہیمن و مومن
تری زمین بھی دارالسلام ہو جائے

نئی زمین نیا آسمان پیدا کر
نیا زمین و فلک کا نظام ہو جائے

وہ نور بھر دے دلوں میں کہ ماسوا نہ رہے
ہمارے سینوں میں تیرا قیام ہو جائے

نکال ورطۂ بیچارگی سے اے مولیٰ
ہمارا کام ہو اور تیرا نام ہو جائے

ہے کالے کوسوں ابھی منزل مراد مری
الٰہی یہ نہ ہو رستہ میں شام ہو جائے

نہ ہو مقام توکل یہ عالم اسباب
سروں سے دور یہ سودائے خام ہو جائے

نگاہ مست کی ساقی ادھر بھی ایک نظر
ہمارا یہ دل وحشی بھی رام ہو جائے

زہے نصیب اگر نامہ بر ہمارے لئے
کشود راہ پیام و سلام ہو جائے

لگاؤ زخم یہاں تک کہ چور چور ہو دل
کہ یہ سیاہ ورق لالہ فام ہو جائے

سنا دوں اس کو غم دل کی داستاں ساری
کبھی وہ مجھ سے اگر ہمکلام ہو جائے

غلام سمجھے مجھے بھی خدا کرے گوہر
وہ جس کا ایک زمانہ غلام ہو جائے

(کلام گوہر)

★ ★ ★

تاریکی کے زمانہ کا نور

سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"........خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ نرمی اور آہستگی اور حلم اور غربت کے ساتھ اس خدا کی طرف لوگوں کو توجہ دلاؤں جو سچا خدا اور قدیم اور غیر متغیر ہے اور کامل تقدس اور کامل حلم اور کامل رحم اور کامل انصاف رکھتا ہے۔

اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہی ہوں۔ جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔ مجھے اس نے بھیجا ہے کہ تا میں امن اور حلم کے ساتھ دنیا کو سچے خدا کی طرف رہبری کروں اور اسلام میں اخلاقی حالتوں کو دوبارہ قائم کر دوں۔ اور مجھے اس نے حق کے طالبوں کی تسلی پانے کے لئے آسمانی نشان بھی عطا فرمائے ہیں اور میری تائید میں اپنے عجیب کام دکھلائے ہیں۔ اور غیب کی باتیں اور آئندہ کے بھید جو خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں کی رو سے صادق کی شناخت کے لئے اصل معیار ہے میرے پر کھولے ہیں اور پاک معارف اور علوم مجھے عطا فرمائے ہیں اس لئے ان روحوں نے مجھ سے دشمنی کی جو سچائی کو نہیں چاہتیں اور تاریکی سے خوش ہیں۔ مگر میں نے چاہا کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے نوع انسان کی ہمدردی کروں......"

(مسیح ہندوستان میں روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۳)

پبلشر:۔ چوہد
پرنٹر:۔ قاضی
مطبع:۔ ضیاء ا
مقامِ اشاعت

مبارک وہ جو اب ایمان لایا

وادی کشمیر میں ابتدائی داعی الی اللہ

پیکر اطاعت و وفا حضرت مولانا محبوب عالم.....

تحریر: عبدالوہاب احمد مربی سلسلہ احمدیہ

(سلسلہ کے لئے دیکھیں انصاراللہ ماہ ستمبر ۱۹۹۸ء)

ایمان افروز واقعات اور نشانات حضرت مولوی صاحب نے سخت اذیتوں اور گالیوں کے مقابلہ میں دعائیں اور دکھوں کے مقابلہ میں آرام دیا اور خدا تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت کے صدہا نشانات سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو دنیا پر ظاہر کر دیا۔ حضرت مولانا موصوف کی زندگی کے بکثرت ایمان افروز واقعات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تائید کے نشان ہیں

(۱) **میں احمدی ہو گیا:۔** حاجی امیر عالم مرحوم سابق امیر علاقائی آزاد کشمیر نے خاکسار (عبدالوہاب احمد) سے بیان کیا کہ:۔

"ایک سفر میں حضرت مولانا محبوب عالم ..... نے کوٹلی محلہ بلیاہ کی مسجد میں نماز ادا کی میں نے انہیں دھکے دے کر باہر نکالا اور مسجد دھوئی کہ ناپاک ہو گئی ہے اور خوب گالیاں دیں۔ آپ نے مسکراتے ہوئے صرف اتنا فرمایا کہ "امیر عالم آپ احمدی ہو گئے ہیں" اس پر مجھے بہت طیش آیا اور پھر شدید گالیاں دیں اور جو منہ میں آیا کہہ ڈالا مگر شاید کوئی نیک ساعت تھی کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ آسمان پر قبول ہو گئے اور میری احمدیت کی مخالفت کی آگ ٹھنڈی ہو گئی اور میں احمدی ہو گیا۔"

حاجی صاحب مرحوم اور ان کے بھائیوں کو احمدیت کی نعمت نصیب ہوئی جبکہ ان کا باقی سارا خاندان مخالف ہے۔

(۲) **گونگا بول پڑا** مولوی امام الدین مرحوم سابق صدر جماعت احمدیہ گوئی نے بیان کیا کہ میں بچپن (اندازاً چھ سات سال کی عمر) میں بول نہیں سکتا تھا اور ایک قسم کا گونگا تھا۔ میرے والد صاحب نے حضرت مولوی صاحب ..... کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا یہ بیٹا گونگا ہے باتیں نہیں کرتا۔ اس پر حضرت مولوی

صاحب نے مجھے فرمایا کہ! "اپنا منہ کھولو" میں نے منہ کھولا تو آپ نے اپنی شہادت کی انگلی سے اپنا لعاب دہن میری زبان پر لگایا اور ساتھ ہی فرمایا کہ "اب یہ بچہ خوب بولے گا" چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اسی وقت سے معجزانہ طور پر میرا گونگا پن دور ہو گیا اور خوب باتیں شروع کر دیں اور آپ کے ارشاد کے مطابق میں پھر ایسا بولا کہ بڑے بڑے مجمعوں میں خطاب کیا اور ہر ایک سے گفتگو میں فائق رہا۔

(۳) سر دو ٹکڑے ہو گیا

ایک مقام پر چشمہ کے پاس درخت کے سائے میں چبوترہ بنا کر حضرت مولانا صاحب محو عبادت و دعوت الی اللہ تھے کہ ایک شخص کو طیش آگیا اور کلہاڑی لے کر درخت پر چڑھ گیا کہ درخت کی ٹہنیاں کاٹ کر (یعنی سایہ ختم کر کے) ان کو یہاں سے بھگا دوں۔ حضرت مولوی صاحب نے بڑے جلال میں آکر فرمایا کہ

"تم درخت کی ٹہنیاں کیا کاٹو گے خدا کی قہری تجلی نے تمہیں کاٹ دیا ہے" آپ کے یہ فرماتے ہی وہ شخص کانپ کر نیچے گرا اور اوپر سے کلہاڑی اس کے سر پر گری اور زخمی ہو گیا اس طرح اپنی ہلاکت سے صداقت احمدیت کا نشان پیچھے چھوڑ گیا۔

(۴) اہل و عیال سمیت ہلاک

علاقہ گوئی کے بینساں نامی موضع میں ایک راجو بانیاں نامی شخص رہتا تھا جو مال دولت کی فروانی اور جاہ و حشمت کی وجہ سے اس علاقہ کا راجہ کہلاتا تھا۔ اس کے محل کے تھوڑے ہی فاصلہ پر درختوں کے سائے میں ایک چشمہ تھا جہاں حضرت مولوی صاحب اپنے ساتھیوں (جو احمدی ہو چکے تھے) کے ہمراہ عبادت کیا کرتے تھے۔ راجو بانیاں جو حضرت مولوی صاحب کو سخت ستاتا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں کیا کرتا تھا ایک دن کھل کر سامنے آگیا اور دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ "تم یہاں سے فوراً کسی اور جگہ منتقل ہو جاؤ تمہاری عبادات وغیرہ سے ہمارے آرام میں خلل آتا ہے۔ ورنہ ایسی آفت ڈھاؤنگا کہ تمہیں صفحہ ہستی سے مٹا دونگا"۔

حضرت مولوی صاحب نے یہ سن کر فرمایا "راجو تم میں طاقت ہے؟ اس نے گرج کر کہا کہ مجھ میں اتنی طاقت ہے کہ ان درختوں کو اکھیڑ کر جڑیں آسمان کی طرف اور شاخیں زمین میں پیوست کر دوں آپ نے جواباً فرمایا کہ "جاؤ تمہاری جڑیں اکھڑ گئیں اب کوئی طاقت تمہیں ہلاکت سے بچا نہ سکے گی اور وہ درخت ہمیشہ کے لئے سر سبز و شاداب ہو گئے"۔

چنانچہ ویسا ہی ہوا جیسا آپ نے فرمایا۔ وہ اور اس کی دونوں بیویاں اور ساری اولاد جزام (کوڑھ) کی موذی مرض

میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گئے اور پورا گھرانہ ایسا تباہ ہوا کہ کوئی ایک بچہ بھی ان کا نام لیوا باقی نہ رہا۔ اور وہ درخت جن میں سے ایک اس وقت سوکھا ہوا بھی تھا جنہیں راجو بانیاں نے اکھیڑ پھینکنے کی تعلّی ماری تھی اب ایک صدی گزرنے کے بعد بھی وہ درخت ہرے بھرے اور سرسبز و شاداب ہیں اور سوکھے ہوئے "درخت" سے بھی نئی شاخیں پھوٹیں اور زندہ ہو گیا مگر راجو بانیاں مع اہل و عیال ہلاک ہو گیا اور علاقہ میں صداقت احمدیت کا نشان قائم کر گیا۔

(۵) دشمن روپوش ہو گیا

چوہدری اللہ دتہ آف موضع برموچ (جن کے ایک بھائی چوہدری منگوں صاحب احمدی ہو چکے تھے) سے حضرت مولانا محبوب عالم ...... کی ملاقات ہوئی۔ وہ آپ سے بڑا متاثر ہوا اور کہا کہ

"میں آپ کو جانے نہ دوں گا۔ میں راستہ میں لیٹ جاتا ہوں تو آپ اوپر سے گذر کر چلے جائیں ویسے نہیں جانے دوں گا۔ آپ موضع مرچیالی والی میری زمین مکان لے لیں اور وہاں رہائش رکھ کر میرے بچوں کو قرآن کریم پڑھائیں"۔

حضرت مولوی صاحب نے ان کی بات مان لی اور زمین مکان کی قیمت ادا کر کے رہائش رکھی اور ان کے بچوں کو پڑھانا شروع کر دیا۔ ابھی چند ماہ ہی گذرے تھے کہ چوہدری اللہ دتہ نے یہ کہہ کر میں نے یہ زمین مکان کھتری کو قرض میں دینے ہیں اس لئے آپ کو چھ ماہ کا نوٹس ہے اس عرصہ میں کسی اور جگہ منتقل ہو جائیں۔

حضرت مولانا محبوب عالم ...... کو اس بات سے بڑی تکلیف ہوئی کہ جس مقصد کے لئے اس نے مجھے ٹھہرایا تھا وہ مقصد ابھی پورا نہیں ہوا۔ زمین مکان کی تو میں نے قیمت ادا کر دی ہے یہ تو اب اس کی ہے ہی نہیں پھر بھی مجھے اس کی پرواہ نہیں اصل مقصد تو پورا ہو جاتا یعنی بچے قرآن کریم پڑھ جاتے۔ آپ نے اسے سمجھایا کہ زمین مکان کی مجھے ضرورت نہیں اور نہ کچھ اس کی حقیقت ہے۔ ایسی کئی پیشکشیں ہوتی رہتی ہیں مجھے ان چیزوں کی پرواہ نہیں۔ یہ زمین بھی میں نے تمہیں ہی دے کر جانا تھا اور جو قیمت اس کی ادا کی ہے وہ بھی نہیں لینی تھی مگر جلدی نہ کرو اپنے بچوں کو قرآنی انوار سے تو منور ہونے دو اسی مقصد کے لئے آپ نے مجھے زبردستی روکا تھا۔ مگر اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ وہ مولویوں کے بہکاوے میں آیا ہوا تھا۔ ایک دن طیش میں آ کر بولا کہ

"چھ ماہ کے اندر یہاں سے نکل جاؤ ورنہ اٹھا باہر پھینکوں گا"۔

اس پر حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ

"مجھے کیا اٹھا پھینکو گے میں تو یہاں کا ہی ہو گیا تمہیں خدا ایسا اٹھا پھینکے گا اور ایسا غائب کر دے گا کہ پھر کبھی نظر نہ آؤ گے اور تمہاری دید کو تمہاری اولاد اور نسل ہمیشہ ترستی رہے گی"

پس جیسا حضرت مولوی صاحب نے کہا تھا ویسا ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا نشان دکھاتے ہوئے ہفتہ عشرہ میں اسے روپوش و غائب کر دیا۔ اولاد نے اس کی تلاش میں ایک جہاں چھان مارا مگر کہیں اس کا سراغ نہیں ملا نا معلوم کہاں گیا۔

غرض حضرت مولانا محبوب عالم..... نے جو بول بولے جو الفاظ آپ کی زبان سے نکلے وہ اللہ نے من و عن پورے کر دکھائے۔

قبولیت دعا کے نشانات

اللہ تعالیٰ نے جہاں حضرت مولوی صاحب کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات کو پورا کرتے ہوئے صداقت کو ظاہر فرمایا وہاں آپ کی دعاؤں کی قبولیت کے نشانات بھی ظاہر فرمائے۔

شیر محافظ

حضرت مولوی صاحب دن رات دعوت الی اللہ کے سفر پر رہتے تھے۔ خون خوار جنگلی درندے دوران سفر آتے آپ نے دعا کی کہ "اے مولیٰ کریم حفاظت کے سامان فرما" اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس دعا کو قبول فرمایا اور شیر کو آپ کے لئے بطور محافظ مامور فرما دیا۔

ایک دفعہ ایک شاگرد یہ کہہ کر کہ آپ تنہا ان پُر خطرات جنگلات میں سفر کرتے ہیں ساتھ ہو لیا جنگل میں داخل ہوتے ہی جب شیر آموجود ہوا تو شاگرد کی مارے خوف کے چیخیں نکل گئیں آپ نے اسے تسلی دی اور فرمایا کہ

"ڈرو نہیں یہ شیر تمہیں کچھ نہیں کہے گا اسے میرے محافظ حقیقی اللہ نے میری حفاظت کے لئے مامور کیا ہوا ہے۔ یہ میرے دائیں بائیں آگے پیچھے چلتا رہتا ہے اور دوسرے جنگلی درندوں سے میری حفاظت کرتا ہے اور جب بستی آتی ہے تو واپس لوٹ جاتا ہے"

شاگرد کو ان باتوں سے کچھ حوصلہ ملا کہ اللہ کا اپنے اس بندے غلام مسیح موعودؑ سے سلوک کہ شیر کو ان کی حفاظت کے لئے مامور کیا ہوا تھا۔

کوٹلی میں احمدیت کی مخالفت

کوٹلی آزاد کشمیر میں احمدیت کے خلاف شدید مخالفت تھی۔ ایک سفر کے دوران تمام مساجد میں یہ اعلان ہوا کہ جو شخص بھی محبوب عالم کو اپنے گھر میں جگہ دے گا اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا۔ لوگ اس فتویٰ کی وجہ سے بہت خائف تھے آپ

کی حالت نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن والی تھی۔ آخر ایک بہت چاہنے والے مرید کے گھر گئے مگر انہیں بھی فتویٰ کی وجہ سے مجبور پایا تو فرمایا کہ آپ فکر نہ کریں میں آپ کے گھر کے اندر داخل نہیں ہوتا یہاں باہر صحن میں چبوترا پر رات گذار لونگا اس نے عرض کیا اس دسمبر جنوری کی شدید سردی میں آپ صحن میں کیسے زندہ رہیں گے۔ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ "میں نہیں مرونگا بلکہ تمہیں بھی زندہ کرونگا"

حضرت مولوی صاحب نے ساری رات چبوترا پر دعا کرتے ہوئے گذاری صبح جب گھر والے اٹھے تو انہیں مصلّٰی پر بیٹھے تسبیح و تحمید کرتے ہوئے پا کر حیرت زدہ ہو گئے اور یہ کہتے ہوئے کہ ان کا زندہ بچ رہنا ایک عظیم معجزہ ہے ان کے قدموں میں آگرے اور کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں

آپ کی اس شدید سردی والی رات کی دعائیں اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائیں جو کوٹلی میں جماعت کے قیام پر منتج ہوئیں۔ اور چبوترا والے گھر میں مکین تینوں بھائی میاں کرم دین کھوکھر مرحوم، منشی علم دین .... (۱۹۴۷ء میں راہ مولیٰ میں جان قربان کی) ماسٹر الف دین مرحوم اور حاجی امیر عالم مرحوم سابق امیر علاقائی آزاد کشمیر نے حضرت مولوی صاحب کے زندہ رہنے کا نشان دیکھا اور نشان سے متاثر ہو کر بیعت کی اور جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔

یہ تاریخی چبوترہ محفوظ رکھا گیا۔ ہمارے موجودہ امام حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ نے خلافت سے پہلے اپنے دورہ آزاد کشمیر کے موقعہ پر اس چبوترا پر دو نفل ادا کئے اور دعا کی۔ اب اس چبوترہ کی جگہ میاں کرم دین مرحوم کے خاندان کی خواتین نے میاں کرم دین صاحب کے پوتے مکرم نصیر احمد صاحب کی نگرانی میں ایک چھوٹی سی البیت تعمیر کر لی ہے جس کا نام "البیت یادگار" رکھا گیا ہے۔

قریب المرگ تندرست ہو گیا

ایک کوڑھ کا مریض جسے لاعلاج قرار دے دیا گیا تھا۔ اس کے گھر والوں نے اس کے برتن کھانا وغیرہ الگ کر کے اسے گھر سے باہر ایک جھونپڑی میں پھینک دیا تھا۔ بدبو وغیرہ کی وجہ سے کوئی قریب تک نہ جاتا تھا حتی کہ کھانے پینے کی چیزیں بھی دور سے ہی اس کی طرف پھینک دیتے تھے۔ حضرت مولوی صاحب کو پتہ لگا تو آپ فوراً وہاں پہنچے۔ اور کیا دیکھا کہ چند گھڑیوں کا مہمان ایک ڈھانچہ سا ہے۔ آپ نے اس کا گند اپنے ہاتھ سے صاف کیا حسب حالت پرہیزی کھانا اپنے گھر سے لا کر دینا شروع کیا اور اس کے گھر والوں کو احساس دلوانے کے لئے کہ یہ قابل نفرت نہیں بلکہ قابل رحم ہے اس کے ساتھ بیٹھ کر ایک ہی برتن میں کئی بار کھانا کھایا۔ کسی کے استفسار پر کہ ایک کوڑھی مریض کے ساتھ آپ کیوں کھانا کھاتے ہیں فرمایا :-

"ظاہر جسمانی جذام اور کوڑھ کوئی چیز نہیں باطنی روحانی اور دل کا کوڑھ خطرناک ہے۔"

حضرت مولوی صاحب چونکہ ایک مانے ہوئے حکیم بھی تھے اس لئے اپنے پاس سے اسے دوائی بھی دی اس کے لئے تڑپتے ہوئے دل سے کتنی ہی راتیں زندہ کیں۔ بڑے درد و کرب سے دعائیں کیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے قبول فرماتے ہوئے اس مردہ کوڑھی کو زندہ کر کے اپنے بندے کی قبولیت دعا کا ایک زندہ نشان بنا دیا۔

پہاڑ ریزہ ریزہ

ایک دفعہ حضرت مولوی صاحب پر بے پناہ مظالم ڈھائے گئے اور اذیتوں کی انتہائی تاریک راتیں آئیں جو آنسوؤں میں گزریں اللہ تعالیٰ نے آپ کی ان کربناک دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے رؤیا میں تسلی دی آپ نے دیکھا کہ

"بڑے بڑے فلک بوس پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑے ہیں اور پیوست زمیں ہو گئے ہیں۔"

آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری تضرعات کو سن لیا ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ بڑے بڑے معاند ہلاک ہوں گے اور احمدیت کو شاندار فتح نصیب ہو گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا دشمن ہلاک ہوئے اور احمدیت کے نور سے وہ علاقہ منور ہو گیا۔

دشمن ابتر۔ یہاں ہی رہو

ایک مرتبہ مظالم سے تنگ آکر حضرت مولوی صاحب نے دعا کی کہ اے مولیٰ! دشمن نے اذیت کی انتہاء کر دی ہے۔ اس سنگلاخ زمین کے بدلہ میں زرخیز زمین عطا کر اور اپنے وطن گجرات واپس آکر دعوت الی اللہ کے فرائض کی ادائیگی کا پروگرام سوچا۔ اللہ تعالیٰ نے دعا کو ایک دوسرے رنگ میں قبول فرماتے ہوئے الہاماً بشارت دی جسے آپ نے خود تحریر فرمایا کہ

"راقم جو پہاڑ میں مبلغ ہے مخالفان سلسلہ نے جب تنگ کیا تو حضرت یونس علیہ السلام کی طرح تنگ آکر راہی بوطن ہونے لگا تو پے در پے دو الہام ہوئے ایک یہ کہ تم یہیں رہو دوسرا یہ کہ یہ لوگ برباد ہوں گے۔ یعنی مخالف ضائع ہو جائیں گے سو ایسا ہی ہوا میں کئی سال سے یہیں ہوں اور میرے مخالف لوگ ضائع و ہلاک ہو گئے" (خود نوشت غیر مطبوعہ)

آپ کی شاعری

حضرت مولوی صاحب فارسی کے قادر الکلام شاعر تھے۔ عربی اور اردو میں کئی نظمیں بھی کہیں مگر فارسی کلام خاص قبولیت رکھتا تھا۔ افسوس کہ ۱۹۴۷ء کے فسادات کے موقعہ پر آپ کے عظیم کتب خانہ کے ساتھ یہ سرمایہ بھی ضائع ہو گیا تاہم براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۶۷۲ پر ایک شعر درج ہے۔

پائے استدلالیاں چوبیں بود پائے چوبیں سخت بے تمکین بود

جس پر آپ نے فارسی میں ایک تضمین رقم فرمائی ہے وہ آپ کے ذاتی نسخہ کے حاشیہ پر درج ہے۔

ایک زریں نصیحت

ریاست کشمیر کے کئی رؤسا نے حضرت دادا جان کی خدمت میں زمینیں اور جائیدادیں پیش کیں مگر آپ نے کسی بھی پیشکش کو قبول نہ کیا۔ ٹائیں منکوٹ کے ایک رئیس چوہدری کالا خان نمبردار نے حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں اپنی زمین کا ایک وسیع و عریض خطہ پیش کرتے ہوئے قبول فرمانے کی درخواست کی۔ آپ نے اس کی اس پیشکش کو ٹھکراتے ہوئے فرمایا کہ

"کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ اس طور پر میں جائیدادیں وغیرہ بنا کر اپنی اولاد و نسل کو حاکموں کا خدمت گار بنا دوں کیا میں نے اپنی جائیدادوں اور جاگیروں کو جو گجرات میں ہیں تج نہیں کر دیا۔ آپ کی پیشکش کا شکریہ مگر میں اسے قبول کرنے کا نہیں۔ میری اولاد اعلائے کلمتہ اللہ کے لئے وقف ہے دین کی خدمت گار رہے گی اور آسمان سے رزق پائے گی"۔

چنانچہ اس نصیحت کے پیش نظر آپ کے دونوں صاحبزادگان مولانا احمد دین اور مولانا عبدالرحمٰن نے اپنی زندگیاں تادم واپسیں خدمت دین کے لئے وقف رکھیں۔

آپ ایک بلند پایہ حاذق طبیب بھی تھے لاعلاج مریض بھی آپ سے علاج کروا کے معجزانہ طور پر شفا پا جاتے تھے جس سے ماہر ڈاکٹر حیران رہ جاتے تھے۔ ایسے کئی مریض شفایاب ہوئے۔

خلیفہ وقت کی اطاعت

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کی تعمیل میں حضرت مولانا محبوب عالم .... ایسے طور پر محو دعوت الی اللہ ہوئے کہ وطن کو بالکل بھول ہی گئے تھے لیکن جب حضورؑ کا وصال ہوا تو اپنے وطن گجرات واپس لوٹ آنے کا خیال بھی بیدار ہوا اور وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ کے الٰہی حکم کی تعمیل میں واپس گجرات آکر اپنے دیگر اعزہ و اقرباء میں تبلیغ احمدیت کا پکا ارادہ کر لیا۔ اپنے اس ارادہ کی تکمیل کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول ..... کی خدمت اقدس میں اجازت کے لئے عرض کیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الاول ...... نے اجازت نہ دی اور فرمایا کہ

"ریاست کشمیر میں جو آپ نے اشاعت و تبلیغ احمدیت اور تعلیم و تربیت کا نظام قائم کیا ہے اسے آپ کے سوا اور کون چلا سکتا ہے اس لئے آپ کا وہیں رہنا بہتر ہے" (خود نوشت مسودہ)

خلیفہ وقت کے اس ارشاد کی اطاعت میں سر تسلیم خم کیا اور اپنے وطن کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ دیا۔ اور پھر

اس کا خیال تک کبھی دل میں نہ لائے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر قادیان جاتے یا واپس لوٹتے ہوئے گجرات میں چند دن قیام کر کے فریضہ دعوت حق ادا کرتے رہے اور بس۔ خادم و مخدوم یعنی حضرت مولوی محبوب عالم ..... اور حضرت مسیح موعودؑ کے مابین محبت بھری جو خط و کتابت ہوتی رہی وہ بھی ۴۷ء کی پارٹیشن کے ہاتھوں محفوظ نہ رہ سکی تاہم خادم کا ایک نامہ محبت دستیاب ہوا ہے۔

وفات اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا محبوب عالم..... کو بذریعہ الہامات اور رؤیا و کشوف وفات کی خبر پہلے ہی دیدی تھی۔ ۱۹۲۳ء کے جلسہ سالانہ پر تشریف لے جانے سے قبل آپ کو ایک الہام یہ ہوا لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ۔ یہ الہام آپ نے بہت سے دوستوں کو سنایا اور کہا کہ اب آسمانی آقا سے ملاقی ہونے کا وقت آگیا ہے جلسہ سالانہ پر روانگی کے وقت گھر میں ایک رقعہ لکھ کر چھوڑ گئے کہ

"خدا حافظ اب دوبارہ ملاقات ممکن نہیں"

جلسہ سالانہ میں شرکت کے بعد حضرت مولوی صاحب اپنے آبائی وطن چک پرانہ ضلع گجرات میں تشریف لائے اور معمولی سی علالت کے بعد ۴ جنوری ۱۹۲۴ء کو وفات پا گئے۔

اولاد آپ کی اولاد میں دو بیٹے مولوی عبدالرحمٰن صاحب اور مولوی احمد دین صاحب تھے۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب باقاعدہ واقف زندگی اپنے والد بزرگوار کے جانشین کے طور پر دعوت الی اللہ کا فرض ادا کرتے رہے۔

(نوٹ) حضرت مولوی موصوف کے ایک پوتے (مولوی عبدالرحمٰن کے بیٹے) مولانا عبدالوہاب احمد شاہد مربی سلسلہ احمدیہ (مضمون نگار) ہیں۔ ایک لمبا عرصہ تنزانیہ (مشرقی افریقہ) میں امیر اور مربی سلسلہ رہے ہیں۔ اور اب پاکستان میں دعوت الی اللہ کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔ (ادارہ)

اُس بہارِ حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا
ہے عجب جلوہ تیری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے تیرے دیدار کا

کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا
تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا

(سرمہ چشم آریہ)

نماز۔ ایک بنیادی عظیم نیکی

تحریر: سید منصور احمد بشیر مربی سلسلہ

یہ ایک اہم سوال ہے کہ سب سے بڑی نیکی کون سی ہے۔ یا یہ کہ وہ کون سی نیکی ہے جو باقی سب نیکیوں کا منبع ہے اور جس کے بعد باقی کوئی نیکی بھی مشکل نہیں رہتی۔ اس بارہ میں قرآن کریم ہماری راہنمائی کرتا ہے:۔

"اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ"

(سورۃ العنکبوت آیت ۴۶)

اس کتاب (یعنی قرآن) میں سے جو کچھ تیری طرف وحی کیا جاتا ہے اسے پڑھ (اور لوگوں کو پڑھ کر سنا) اور نماز کو (اس کی سب شرائط کے ساتھ) ادا کر۔ یقیناً نماز سب بری باتوں اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے اور اللہ کی یاد یقیناً (اور سب کاموں سے) بڑی ہے اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ انسان کے لئے سب سے بڑا اور اہم کام یہ ہے کہ وہ خدا سے حقیقی محبت قائم کرے اور اس مقصد کے لئے اپنے خالق و مالک کو ہروقت یاد رکھے اور ہر کام کرنے سے پہلے یہ جانچ پڑتال کرے کہ وہ کام کسی رنگ میں اس کے خدا کی ناراضگی کا موجب نہ ہو بلکہ اس کی خوشی کا باعث بنے۔ دراصل یہی ہونا چاہئے۔ دنیا میں بھی جب کوئی شخص کسی سے حقیقی محبت کرتا ہے تو وہ اسے بھلا نہیں سکتا اور یہی اس کی محبت کا معیار سمجھا جاتا ہے اور اگر اس کے محبوب کے علاوہ بھی کوئی چیز ایسی ہے کہ جو اسے اپنی طرف کھینچتی ہے تو یقیناً یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اسے اپنے محبوب سے محبت نہیں۔

اس عظیم نیکی کے بارہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یوں مخاطب فرمایا:

"اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (طٰہٰ:۱۵)

میں یقیناً اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تو میری ہی عبادت کر اور میرے ذکر کے لئے نماز قائم کر

یہاں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر بتایا ہے کہ انسان مجھے ہروقت اس صورت میں یاد رکھ سکتا ہے کہ وہ نماز کا صحیح معنوں میں قیام کرے۔ نماز کو صحیح طور پر قائم تبھی کیا جا سکتا ہے جب دیگر قرآنی احکام پر عمل کیا جائے اور نماز کے ذریعہ ہی دیگر احکام پر عمل ممکن ہے۔ بتایا گیا کہ نماز بری باتوں سے روکتی ہے خواہ وہ ظاہر ہوں یا چھپی ہوئی ہوں اور

یہ کہ نماز انسان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتی رہتی ہے اور اسے یہ بھی احساس دلاتی رہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے تمام اعمال سے واقف ہے۔ تمام امور شریعت کا علم رکھنا اور ان پر عمل کرنا یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مدد ہی سے ممکن ہے۔ جو نماز کے ذریعہ بار بار اس کے دربار میں حاضری دینے اور اس سے استعانت طلب کرنے کی صورت میں ممکن ہے۔ یہاں واضح ہے کہ ایک اہم اور بنیادی نیکی یعنی یاد الٰہی اور نماز دراصل ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ یاد الٰہی ایک عمومی عبادت ہے جس کے معنے ہیں کہ انسان ہر کام کے وقت اس بات کا عملی ثبوت مہیا کرے کہ وہ یہ کام اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق اور اس کی رضا کے لئے کر رہا ہے۔ اگر وہ روزی کما رہا ہے تو جائز طریقوں سے کیونکہ یہ بھی خدا کا حکم ہے۔ اگر وہ اپنی عائلی زندگی کی بہتری کے لئے کوشاں ہے محض اس لئے کہ اس طرح وہ اپنے خدا کے حکم کی تعمیل میں کہ اس کی رضا حاصل کرے قرآن مجید نے اسی ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال دی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

"قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ"

(الانعام: ۱۶۳)

یعنی اے نبی تو اعلان کر دے کہ میری نماز میری قربانی۔ میری زندگی اور موت سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

یہاں سب سے پہلے نماز کا ذکر کر کے اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ انسان کی نمازیں اس کی تمام زندگی کی عکاس ہوتی ہیں۔ اگر انسان نمازیں صحیح طور پر اور محض خدا تعالیٰ کے لئے پڑھے تو پھر اس کا ہر کام محض خدا تعالیٰ کے لئے ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس حقیقت کا اظہار اس طرح کیا ہے کہ کسی شخص کی نیکی اخلاق اور صلاحیت جانچنے کے لئے یہی کافی ہے کہ اس کی نمازوں میں تعہد اور التزام اور محویت کو دیکھا جائے۔ اس جگہ یہ جاننا ضروری ہے کہ تمام عبادات اور نیک کاموں میں سے صرف نماز کو کیوں خاص طور پر یاد الٰہی سے تعبیر کیا گیا ہے جبکہ باقی عبادات بھی یاد الٰہی کا ہی موجب ہیں۔ اس کی کئی ایک وجوہات ہیں جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

- تمام عبادات میں سے صرف نماز ہی ہے جو نہایت تعہد۔ باقاعدگی اور تسلسل سے انسان کو اللہ تعالیٰ کے احسانات سے اس کی یاد تازہ کرتی رہتی ہے۔
- نماز اسے یہ معلوم کرنے اور پرکھنے کا موقعہ بھی دیتی ہے کہ اس کی محبت الٰہی اور اس کے نتیجہ میں یاد الٰہی سطحی ہے یا حقیقی اور گہری۔ اور وہ اس طرح کہ نماز دعاؤں کا سب سے بڑا ذریعہ ہے چنانچہ نماز میں کی گئی اس کی اکثر

احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

اخاء ۱۳۷۷ہش

اکتوبر ۱۹۹۸ء

ایڈیٹر
نصر اللہ خان ناصر

پبلشر:- چوہدری محمد ابراہیم
پرنٹر:- قاضی منیر احمد
مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت:- دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی ربوہ

اس شمارہ میں

جلد نمبر ۳۹ ٭ شمارہ نمبر ۱۰

شرح چندہ:
پاکستان ــــ ساٹھ روپے سالانہ
قیمت فی پرچہ ــــ چھ روپے

دعائیں اگر قبول ہو رہی ہیں تو لازماً اس کو یہ تسکین بھی حاصل ہو گی کہ اس کی نمازیں بھی قبول ہو رہی ہیں اور وہ دل کی گہرائیوں سے اپنے خالق اور مالک کو یاد کر رہا ہے۔

- نماز کی اہمیت کی وجہ سے اسے باقی عبادات کے ساتھ منسلک رکھا گیا ہے مثلاً دیگر عبادات کا جہاں بھی قرآن مجید میں حکم ہے ان کا لازمی حصہ نماز ہے۔ دیگر عبادات نماز کے بغیر بے حقیقت رہ جاتی ہیں اور اس طرح ان عبادات کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

- کسی قوم یا فرد کی ترقی کا انحصار سماجی اور اقتصادی بہتری سے بھی ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کی سماجی اقتصادی حالات ٹھیک نہیں تو وہ کبھی بھی فلاح و کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتی۔ نماز ان دونوں قسم کی ترقی اور بہتری میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ معاشی طور پر وہی قوم آگے بڑھ سکتی ہے جو اپنی انفرادی یا قومی زندگی کا ایک مربوط معین پروگرام رکھتی ہو۔ قیام صلوٰۃ سے معمولات زندگی میں باقاعدگی ' بے مقصد اور فضول کاموں سے مجتنب رہنے اور محنت اور شفقت اختیار کرنے کا سبق ملتا ہے اس طرح انفرادی اور قومی زندگی میں انقلاب آ جاتا ہے اس مربوط اور منظم طرز حیات سے زندگی کا ہر شعبہ متاثر ہوتا ہے۔ جبکہ اخلاقی اور روحانی تغیر بھی عمومی معاشرت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

- باہمی تعلقات محبت و اخوت کے لئے بھی نماز سے بہتر کوئی نسخہ نہیں ہو سکتا۔ جس محلّہ یا گلی کے لوگ دن میں کم از کم پانچ مرتبہ آپس میں ملیں اور ایک دوسرے کو آتے جاتے سلامتی کا تحفہ دیں تو ظاہر ہے کہ ایسے معاشرہ کے سوشل تعلقات خود بخود آئیڈیل ہوتے چلے جائیں گے۔

- قرآن مجید نے یہ حقیقت بھی واضح کی ہے کہ مختلف برائیاں جن میں سماجی برائیاں مثلاً رشوت اقرباء پروری ' فرقہ پرستی ' ناانصافی اور فساد شامل ہیں صرف اور صرف نماز سے دور کی جا سکتی ہیں۔ مغربی معاشرہ میں ان برائیوں کو کسی حد تک دور کیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود یہ معاشرہ اپنے لوگوں کو سکون قلب نہ دے سکا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سکون قلب اور قلبی راحت ان تمام نیکیوں کے مجموعی اثر کا نام ہے۔ اگر ان میں سے ایک بھی برائی معاشرہ میں پائی جاتی ہے تو وہ باقی اچھائیوں کو آسانی سے گدلا کر سکتی ہے۔ اس لحاظ سے نماز ہی ان تمام معاشرتی برائیوں کو دور کر سکتی ہے۔

- قرآن کریم سے ظاہر ہے کہ تمام اخلاق میں سے سچائی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے جو يَهْدِیْٓ اِلَى الْبِرِّ کا موجب ہے یعنی اس سے دیگر نیکیاں حاصل کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ قرآن کریم یہ بھی بتاتا ہے کہ نماز کے ذریعہ

انسان کو سچ بولنے کی عادت بھی پڑ جاتی ہے۔ چنانچہ سورۃ مزمل میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

"اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلاً" (آیت:۷)

یعنی (تہجد کے لئے) رات کو اٹھنا نفس کو پیروں کے نیچے مسلنے میں سب سے کامیاب نسخہ ہے۔ اور رات کے جاگنے والوں کو سچ کی بھی عادت پڑ جاتی ہے۔

○ قرآن کریم میں ایک اور مقام پر بھی نماز کی افادیت کا ذکر ہے سورہ الروم میں ہے۔

"مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ" (آیت ۳۲)

"یعنی تم سب اس خدا کی طرف جھکتے ہوئے دین فطرت اختیار کرو اور اس کا تقویٰ اختیار کرو اور نماز کو اس کی شرائط کے ساتھ ادا کرو اور مشرکوں میں سے مت بنو۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ نماز کا چھوڑنا ایک بڑا گناہ ہے کیونکہ اس کا تارک مشرک بن جاتا ہے اور مشرک کے بارہ میں فرمایا

"اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ" (سورہ نساء آیت ۴۹)

یعنی اللہ (اس بات کو) ہرگز معاف نہیں کرے گا کہ (کسی کو) اس کا شریک قرار دیا جائے اور جو گناہ اس سے ادنیٰ ہو۔ اسے جس کے حق میں چاہے گا معاف کر دے گا۔

ظاہر ہے کہ نماز کا چھوڑنا شرک یعنی ایک بڑا گناہ ہے تو اس فرض کی ادائیگی توحید، یعنی سب سے مقدم نیکی ہے۔

○ نماز با جماعت ایسی نیکی ہے کہ جس کی ادائیگی سوائے بے ہوشی اور حواس باختگی کے ساقط نہیں ہوتی سفر میں ہوں یا کوئی اور مصروفیات زندگی ہوں حتیٰ کہ میدان کارزار میں بھی یعنی باری باری گروہوں میں بٹ کر نماز باجماعت کی ادائیگی ضروری ہے

احادیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز با جماعت کی ادائیگی کے بارہ میں فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے متعلق پوچھا جائے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا بندوں سے حساب لیا جائیگا وہ نماز ہے۔ اگر یہ حساب ٹھیک رہا تو وہ کامیاب ہو گیا اور اس نے نجات پائی۔ اگر یہ حساب خراب ہوا تو وہ ناکام ہو گیا ور گھاٹے میں رہا۔ اگر اس کے فرضوں سے کوئی کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا دیکھو میرے بندے کے کچھ نوافل بھی ہیں اگر نوافل ہوئے تو فرضوں کی کمی ان نوافل کے ذریعے

پوری کر دی جائیگی۔ اس طرح اسکے باقی اعمال کا معائنہ ہو گا اور ان کا جائزہ لیا جائیگا (ترمذی کتاب الصلوۃ) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ صحابہ کبار میں سے شمار ہوتے ہیں آپؓ سے حدیث مروی ہے کہ سب سے اہم کام نماز با جماعت ہے۔ اس کے بعد والدین کی اطاعت اور پھر جہاد ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے آپؐ نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے عرض کی اس کے بعد کیا۔ آپؐ نے فرمایا ماں باپ سے نیک سلوک کرنا۔ پھر میں نے عرض کی اس کے بعد کونسا؟ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنا۔　　(صحیح بخاری کتاب الجہاد فضل الجہاد)

بعض دوسری احادیث میں بعض دوسرے کاموں کے متعلق بھی کہا گیا ہے کہ وہ سب سے اہم ہیں۔ ایسے اقوال کے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کرنے والوں کے حالات کے مطابق جواب دیئے ہیں مثلاً بعض جگہ اطاعت والدین کو سب سے بڑا نیک کام کہا گیا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ سائل میں یہ کمزوری پائی جاتی ہے۔ تاہم اس حدیث میں اس قسم کا گمان نہیں کیا جا سکتا کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ صحابہ کبار میں سے تھے اور آپ کے متعلق نہیں کہا جا سکتا کہ آپ نمازوں میں تعہد نہیں اختیار کرتے تھے۔ اس لئے صحیح بات یہی ہے کہ نماز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب نیکیوں سے بڑھ کر قرار دیا ہے۔

○ اپنی وفات سے قبل رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عملی نمونہ سے نماز کے متعلق ہی زیادہ تاکید فرمائی۔ جب آپؐ نے آخری بیماری میں اپنے رفقاء کو نماز باجماعت میں انتہائی خشوع و خضوع کی حالت میں دیکھا تو آپؐ کا چہرہ بیماری اور نقاہت کے باوجود خوشی سے تمتما اٹھا۔

○ صرف نماز کے متعلق ہی آپؐ نے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں کہ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ نیز فرمایا اَلصَّلٰوةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِ یعنی مومن کی معراج نماز ہے اسی طرح فرمایا کہ کفر اور ایمان میں فرق کرنے والی نماز ہی ہے

ایک نماز ہی ایسی نیکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے لئے اسے فرض قرار دیا ہے۔ اس میں غریب و امیر صحتمند و مریض، مسافر و مقیم، جہاد اور جنگ میں حصہ نہ لینے والے کے لئے کوئی رخصت اور چھوٹ نہیں بلکہ ہر متنفس کے لئے فرض قرار دی گئی ہے۔

(آئندہ شمارہ میں)

ایک دنیا کو تیرا چہرہ دکھایا میں نے

پھول اس چہرے کی شان بنایا میں نے
اپنے ماضی کو گلِ تر سے سجایا میں نے

جب کبھی ہاتھ کو بھی ہاتھ دکھائی نہ دیا
اپنی آنکھوں کے چراغوں کو جلایا میں نے

جس گھڑی لوگوں کو ہونے لگا ظلمت کا گماں
چاند کے چہرے سے پردے کو ہٹایا میں نے

میں کہ چلنے کی سکت بھی نہ میسّر تھی مجھے
جب اڑا خود کو خلاؤں میں اُڑایا میں نے

اپنے چہرے کو تو پہچان نہ پایا لیکن
ایک دنیا کو ترا چہرہ دکھایا میں نے

میں نے دریاؤں کی لہروں سے سبق سیکھا ہے
دل بھی آیا تو بہت شور مچایا میں نے

میں سرِ دار نسیم آپ چلا آیا ہوں
کوئی بتلائے کہ کس دل کو دکھایا میں نے

نسیم سیفی

سیاح نبی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بدھ مت کی سرزمین پر

تحقیق و تحریر: مظفر چوہدری

(۸)

حضرت مسیح کی سیاحت جو نصیبین کی راہ سے افغانستان میں ہو کر اور پنجاب میں گذر کر کشمیر اور تبت تک ہوئی۔ اسی لمبے سفر کی وجہ سے آپ کا نام نبی سیاح بلکہ سیاحوں کا سردار رکھا گیا۔ (مسیح ہندوستان میں)

گذشتہ شماروں میں بیان ہوا ہے کہ پہلی صدی عیسوی میں برصغیر اور چینی ترکستان میں کاشغر تک کشان حکمرانوں کا عروج تھا اور بدھ مت اس سارے علاقے کا مقبول مذہب تھا۔ بدھ مت کی اس سرزمین پر حضرت مسیح علیہ السلام کی سیاحت کے آثار بکثرت ملتے ہیں۔ اس وقت ہمارے پیش نظر حضرت مسیحؑ کے یہی آثار و احوال ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اب حاصل کلام یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام افغانستان سے ہوتے ہوئے پنجاب کی طرف آئے۔ اس ارادہ سے کہ پنجاب اور ہندوستان دیکھتے ہوئے پھر کشمیر کی طرف قدم اٹھاویں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ افغانستان اور کشمیر کی حد فاصل چترال کا علاقہ اور کچھ حصہ پنجاب کا ہے۔ اگر افغانستان سے کشمیر میں پنجاب کے رستے سے آویں۔ تو قریباً اسی کوس یعنی ۱۳۰ میل کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے اور چترال کی راہ سے سو کوس کا فاصلہ ہے۔ لیکن حضرت مسیح نے بڑی عقلمندی سے افغانستان کا راہ اختیار کیا تا اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑیں جو افغان تھے فیض یاب ہو جائیں۔ اور کشمیر کی مشرقی حد ملک تبت سے متصل ہے اس لئے کشمیر میں آکر باسانی تبت میں جا سکتے تھے۔ اور پنجاب میں داخل ہو کر انکے لئے کچھ مشکل نہ تھا کہ قبل اس کے جو کشمیر اور

تبت کی طرف آویں ہندوستان کے مختلف مقامات کا سیر کریں۔ سو جیسا کہ اس ملک کی پورانی تاریخیں بتلاتی ہیں یہ بات بالکل قرین قیاس ہے کہ حضرت مسیح نے نیپال اور بنارس وغیرہ مقامات کا سیر کیا ہو گا اور پھر جموں سے یا روالپنڈی کی راہ سے کشمیر کی طرف گئے ہوں گے۔ چونکہ وہ ایک سرد ملک کے آدمی تھے۔ اس لئے یہ یقینی امر ہے کہ ان ملکوں میں غالباً وہ صرف جاڑے تک ہی ٹھہرے ہونگے اور اخیر مارچ یا اپریل کے ابتدا میں کشمیر کی طرف کوچ کیا ہو گا اور چونکہ وہ ملک بلاد شام سے بالکل مشابہ ہے اس لئے یہ بھی یقینی ہے کہ اس ملک میں سکونت مستقل اختیار کر لی ہو گی۔ اور ساتھ اس کے یہ بھی خیال ہے کہ کچھ حصہ اپنی عمر کا افغانستان میں بھی رہے ہوں گے اور کچھ بعید نہیں کہ وہاں شادی بھی کی ہو۔ افغانوں میں ایک قوم عیسیٰ خیل کہلاتی ہے۔ کیا تعجب ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کی ہی اولاد ہوں۔ مگر افسوس کہ افغانوں کی قوم کا تاریخی شیرازہ نہایت درہم برہم ہے اس لئے ان کے قومی تذکروں کے ذریعہ سے کوئی اصلیت پیدا کرنا نہایت مشکل امر ہے۔ بہر حال اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ افغان بنی اسرائیل میں سے ہیں جیسا کہ کشمیری بھی بنی اسرائیل میں سے ہیں۔ اور جن لوگوں نے اپنی تالیفات میں اس کے برخلاف لکھا ہے انہوں نے سخت دھوکا کھایا ہے اور فکر دقیق سے کام نہیں لیا۔ افغان اس بات کو مانتے ہیں کہ وہ قیس کی اولاد میں سے ہیں اور قیس بنی اسرائیل میں سے ہے۔ خیر اس جگہ اس بحث کو طول دینے کی ضرورت نہیں۔ ہم اپنی ایک کتاب میں اس بحث کو کامل طور پر لکھ چکے ہیں......"۔ (۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سندھ پنجاب راجستھان اور اڑیسہ میں

نکولس نوٹووچ کو لداخ کے ہمس گونپا (بدھ خانقاہ) سے مسیح کے جو حالات دستیاب ہوئے ان کی رو سے نوجوان عیسیٰ جس کو خدا نے برکت دی تھی چودہ برس کی عمر میں سندھ کے اس پار آیا۔ اور ایشور کی پیاری سرزمین میں آریوں کے درمیان رہنے لگا۔ اس عجوبہ بچے کی شہرت سارے شمالی سندھ میں پھیل گئی۔ اور جب وہ پنجاب اور راجپوتانہ میں سے گذرا تو جین دیو کے پیروں نے اس سے درخواست کی کہ وہ ان کے پاس رہے۔

لیکن وہ جین کے گمراہ پجاریوں کے پاس نہ رہا اور جگن ناتھ واقعہ ملک اڑیسہ کو چلا گیا۔ جہاں ویاس کرشن کے پھول (ہڈیاں) مدفون تھے۔ یہاں کے براہمنوں نے اس کا بہت آور ستکار کیا۔ انہوں نے اس کو وید پڑھائے۔ اور ان

کا مطلب سمجھایا اور دعا کے ذریعہ شفا بخشا لوگوں کو ویدوں اور شاستروں کا پڑھانا اور سمجھانا اور آدمیوں میں سے بھوت پریت نکال کر ان کو تندرست کرنا سکھلایا۔ جگن ناتھ راج گڑھ بنارس اور دیگر متبرک شہروں میں وہ چھ برس رہا.....

مسیح واقعہ صلیب کے بعد ہندوستان آئے

یورپی محققین نے بدھ مت کی کتب سے حضرت مسیحؑ کے جو حالات شائع کئے ہیں ان کی رو سے وہ واقعہ صلیب سے قبل ہندوستان آئے۔ لیکن اگر ان حالات کا تفصیلی تجزیہ کیا جائے اور ہندو لٹریچر سے تقابل کیا جائے جس میں آپ کا واقعہ صلیب کے بعد یہاں آنا لکھا ہے اور کشمیر کی قدیم تواریخ کو مد نظر رکھا جائے تو ثابت ہو جاتا ہے کہ آپ واقعہ صلیب کے بعد ہندوستان تشریف لائے۔

نکولس اور مولیک گونپا کے لامہ کی بات چیت

نکولس نوٹووچ لکھتا ہے کہ میں نے پوچھا کہ یہ عیسائیوں کا دلائی لامہ جس کا آپ ذکر کرتے ہیں کون ہے۔ کیونکہ ہم خدا کا ایک اکلوتا بیٹا مانتے ہیں۔ جس کی ہم پرستش کرتے ہیں۔ اور اسی کو ذریعہ شفاعت مانتے ہیں۔ لامہ نے جواب دیا کہ صاحب میں نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ مگر ہم اس کی بھی عزت کرتے ہیں جس کو تم خدا کا اکلوتا بیٹا مانتے ہیں۔ لیکن اس لئے کہ وہ ایک پاک اور سب انسانوں میں برگزیدہ تھا۔ بیشک عیسیٰ بدھ دیو کا اوتار تھا جس نے بغیر آگ یا تلوار کے ہمارے سچے اور اعلیٰ دھرم کی تعلیم کو دنیا میں پھیلایا۔ میں نے تمہارے دنیاوی دلائی لامہ کا ذکر کیا ہے۔ جس کو تم نے "چرچ کا باپ" مان رکھا ہے۔ یہ ایک بڑا گناہ ہے۔ جو لوگ سچے راستہ سے گمراہ ہو گئے ہیں۔ ان کو خدا بخشے۔ اس گفتگو سے سمجھ گیا کہ دلائی لامہ سے لامہ کی مراد روم کے پوپ سے تھی۔ میں نے پوچھا کہ آپ جو کہتے ہیں کہ بدھ دیو کے اوتار عیسیٰ نے دنیا میں آپ کا مذہب پھیلایا۔ یہ کون شخص تھا۔ اس سوال پر لامہ نے آنکھیں پھاڑ کر حیرانی سے میری طرف دیکھا۔ اور کہا کہ عیسیٰ ایک بڑا پیغمبر ہوا ہے۔ بائیس بدھوں کے بعد وہ پہلا پیغمبر ہوا۔ وہ تمام دلائی لاموں سے بڑا ہوا ہے۔ کیونکہ اس میں ہمارے خداوند کی روحانیت موجود تھی۔ اسی نے تم کو راہ راست دکھلایا۔ اور وہی تمام گمراہ روحوں کو دھرم کے دائرہ کے اندر لایا۔ بلکہ اس نے نیکی اور بدی میں تمیز کرنا سکھلایا۔ اس کے نام اور اعمال کا ذکر ہماری متبرک کتابوں میں درج ہے۔ اس نے جو پاپی اور گنہگار لوگوں کے اس بڑے بھاری گناہ کا حال سن کر جو انہوں نے عیسیٰ کو بہت عذاب کے ساتھ مار دینے میں کیا ہمیں رونا آتا ہے۔ لامہ کی یہ گفتگو سن کر میں حیران ہوا۔ عیسیٰ کا پیغمبر ہونا۔ اس کی تکلیفات اور موت عیسائیوں کا دلاسہ۔

بودھوں کا عیسائی مذہب کو تسلیم کرنا۔ ان تمام باتوں سے مجھ کو حضرت یسوع مسیح کا زیادہ خیال آنے لگا۔ اور میں نے اپنے مترجم کو تاکید کی کہ لامہ کی گفتگو کے ہر ایک لفظ کا پورا خیال رکھے۔ تاکہ کوئی لفظ چھوٹنے نہ پائے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کتابیں اب کہاں ہیں اور شروع میں کس نے لکھی تھیں۔ لامہ نے جواب دیا کہ بڑے بڑے خرطوم جو نیپال اور ہندوستان میں مختلف وقتوں میں سفر کے لئے تیار کئے گئے تھے لاسہ میں ہزاروں موجود ہیں۔ ان کی نقلیں جو لامہ لوگوں نے مختلف وقتوں میں سفر کر کے لاسہ میں جا کر تیار کیں چند بڑے بڑے مٹھوں میں بھی موجود ہیں یہ نقلیں انہوں نے اپنے اپنے مٹھوں میں ہمارے بڑے بزرگ دلائی لامہ کے مٹھ کی یاترا کی یادگار میں بطور تحفہ کے دی تھیں۔ میں نے پھر پوچھا کہ کیا آپ کے پاس پیغمبر عیسیٰ کے حالات کے متعلق کوئی کتاب ہے۔؟ لامہ نے جواب دیا کہ ہمارے پاس کوئی نہیں کیونکہ ہمارا مٹھ بڑا نہیں ہے اور جب سے یہ بنا ہے ہمارے لامہ لوگوں کو صرف چند سو قلمی کتابیں دستیاب ہو سکی ہیں۔ بڑے بڑے مٹھوں میں ہزاروں کتابیں موجود ہیں۔ لیکن یہ متبرک کتابیں ہیں اور تم کو کہیں دیکھنی نصیب نہ ہوں گی۔

ہمس کے گونپا میں عیسیٰ بدھ کے حالات

ہمس کے لامہ سے مندرہ بالا واقعہ کے حوالے سے نکولس نوٹو وچ نے سوال کیا کہ: "تھوڑا عرصہ ہوا کہ میں ایک گونپا (بدھ خانقاہ) میں گیا تھا۔ جہاں کے لامہ نے مجھے بدھ دیو کے اوتار یعنی حضرت عیسیٰ کا کچھ حال سنایا تھا۔ کیا آپ کو بھی اس کا کچھ حال معلوم ہے"۔ لامہ نے جواب دیا کہ بدھ لوگ حضرت عیسیٰ کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مگر اس کی زندگی کے حالات سوائے بڑے لامہ لوگوں کے عوام کو بہت کم معلوم ہیں۔ عیسیٰ جیسے اور بہت سے اوتار گزرے ہیں اور چوراسی ہزار مخطوطوں میں ان کی زندگی کا حال درج ہے مگر ان کا سوواں حصہ بھی کم لوگوں کے پڑھنے میں آیا ہو گا۔ ہماری گونپا میں بہت سے مخطوطے موجود ہیں۔ ان میں سے چند میں عیسیٰ کی زندگی کے حالات بھی درج ہیں۔ عیسیٰ نے ہمارے مذہب کے پاک اصولوں کا ہندوستان اور ملک اسرائیل میں اپدیش کیا تھا۔ جن بت پرستوں کی نسل نے اب عیسیٰ کے پھیلائے ہوئے اصولوں کو قبول کر لیا ہے انہوں نے ہی اس کو مار دیا تھا۔ ہمارا یقین ہے کہ تم لوگ ان ہی اصولوں کو مانتے ہو۔

حضرت مسیح علیہ السلام اور رنیچ جاتیاں

بدھ صحائف میں مسیح علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے۔

"جگن ناتھ، راج گڑھ، بنارس اور دیگر متبرک شہروں میں وہ چھ برس رہا۔ ہر ایک شخص عیسیٰ سے پیار کرتا تھا۔

کیونکہ وہ ویشیوں اور شودروں کے ساتھ محبت سے رہتا اور ان کو ویدوں اور شاستروں کا اپدیش کرتا تھا۔

لیکن براہمنوں اور کشتریوں نے اس کو کہا کہ ان پر برہم کی طرف سے ممانعت ہے کہ وہ ان لوگوں سے ملیں جلیں جو اس کی ران اور پاؤں سے پیدا ہوئے تھے۔

نیز کہا کہ ویشیوں کو ویدوں کے صرف سننے کی اجازت ہے اور یہ بھی صرف تہواروں پر

اور کہا کہ شودروں کو نہ صرف ویدوں کے اچارن سننے کی ممانعت ہے بلکہ ویدوں کے درشن کرنے کی بھی۔

کیونکہ ان کی حیثیت براہمنوں، کشتریوں اور ویشیوں کی غلاموں کے طور پر ہمیشہ خدمت کرتے رہنے کی ہے۔

یہ بھی کہا گیا کہ پر برہم کی آگیا ہے کہ "وہ صرف مر کر ہی غلامی سے آزاد ہو سکتے ہیں" پس تم ان کو چھوڑو اور ہمارے پاس آؤ۔ اور دیوتاؤں کی پوجا کرو۔ جو تم انکی نافرمانی کرو گے۔ تو وہ تم پر غضب ناک ہوں گے۔

لیکن عیسیٰ نے ان کا کہنا نہ مانا اور شودروں کے پاس چلا گیا۔ اور براہمنوں اور کشتریوں کے برخلاف اپدیش کرنے لگا۔

اس نے اس امر کو سخت معیوب بتایا کہ کوئی شخص یہ کہے کہ مجھ کو اور انسانوں کی حق تلفی کا اختیار حاصل ہے۔

کیونکہ اس نے کہا کہ پرمیشور جو سب کا پتا ہے وہ اپنے بچوں میں کوئی فرق نہیں کرتا۔ اس کو سب یکساں پیارے ہیں۔

عیسیٰ ویدوں اور پرانوں کے الہامی ہونے سے انکاری تھا کیونکہ وہ اپنے پیروؤں سے کہتا تھا کہ ایک قانون پہلے سے انسان کی رہنمائی کے لئے مل چکا ہے۔

جو اپنے بھائیوں کو اعلیٰ خوشیوں سے محروم رکھتے ہیں وہ ان سے محروم رہیں گے۔ براہمن اور کشتری شودر بنیں گے اور شودروں کے ساتھ پرماتما ہمیشہ رہے گا۔

کیونکہ قیامت کے دن شودر اور ویش جہالت کی وجہ سے بہت کچھ معاف کئے جاویں گے۔ اور ان شخصوں کو خدا عذاب میں ڈالے گا۔ جو غرور سے خدائی باتوں کے آپ مختار بن بیٹھے ہیں۔

عیسیٰ کی یہ باتیں سن کر ویش اور شودر لوگ تعریف آمیز حیرانی مین غرق ہوئے۔ انہوں نے عیسیٰ سے پوچھا کہ ہم کس طرح دعا مانگیں تا کہ ہم کو ابدی خوشی حاصل ہو۔

عیسیٰ نے کہا کہ مورتیوں کی پوجا مت کرو۔ کیونکہ وہ سن نہیں سکتیں۔ ویدوں کو مت سنو کیونکہ ان میں سچائی کا خون کیا گیا ہے۔ اپنے آپ کو سب سے بڑا مت سمجھو اور اپنے ہمسایہ کو ذلیل نہ کرو۔

— باقی صفحہ ۴۰ پر —

"بیت" المہدی

سجدہ گاہ جن و انساں
ایک مقام ہے بیت المہدی
اہل ایماں کا ہے مسکن
جس کا نام ہے بیت المہدی

منزل یزداں جنت انساں
کون و مکاں ہے بیت المہدی
دیکھ کے اک عالم ہے حیراں
نور رخشاں بیت المہدی

فضل خدا ہے، لطف عطا ہے
شان خدا ہے بیت المہدی
وحدت کی اک شمع فروزاں
قبلہ نما ہے بیت المہدی

ظلمت سے جب دل گھبرائے
ایک سہارا بیت المہدی
امن کی بستی کے باشندو!
گھر ہے خدا کا بیت المہدی

گھر میں خدا کے ایک دھماکہ؟
ان کا نشانہ بیت المہدی
اپنا مسلک، پیار محبت
اپنا ترانہ بیت المہدی

امین اللہ خاں سالک

(نوٹ) یہ نظم بیت المہدی کی تعمیر نو کے بعد اجلاس مورخہ ۲۳/۳/۹۸ میں پڑھی گئی۔

اداریہ

تربیت کے چند اہم اور موثر ذرائع

تربیت نفس - نیک نمونہ اور دعا

کسی جماعت اور قوم کی ترقی اور بقا اور دائمی زندگی کا انحصار نئی نسل کی تربیت پر ہے۔ اگر نئی نسل پہلوں کی علمی اخلاقی اور روحانی قدروں کی محافظ ہوگی۔ اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر ان مقاصد کو پورا کرے گی جس کے لئے وہ جماعت قائم ہوئی تھی تو اس کا مستقبل روشن ہوگا۔ اسے دائمی زندگی نصیب ہوگی اور اس کی بقا یقینی ہوگی۔

اس عظیم مقصد کے حصول کیلئے تربیت کی اہمیت بڑی واضح ہے۔ اور ایسی تربیت کیلئے دو بنیادی باتیں ضروری ہیں۔ ا۔ تربیت نفس یعنی اپنی تربیت' ۲۔ اپنے اہل اولاد اور ماحول کی تربیت۔ ایک تربیت کرنے والا یعنی مربی اگر خود تربیت یافتہ ہو تو دوسروں کی تربیت آسان ہوگی۔ کیونکہ انسانی فطرت نمونہ کی محتاج ہے اور سب سے اچھا اثر بھی نیک نمونہ کا ہوتا ہے اور اگر حسین کردار ہو تو وہ قول و نصیحت سے زیادہ موثر ثابت ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے اس بارہ میں یہ ہدایت فرمائی ہے کہ اے مومنو! تم اپنے آپ کو بھی اور اپنے اہل و عیال کو بھی آگ سے بچاؤ۔ اس ارشاد باری میں ان دونوں بنیادی پہلوؤں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اور واضح کر دیا گیا ہے کہ جس چیز کو تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے وہ اپنے اہل وعیال کیلئے کیسے پسند کرو گے۔ خدا تعالیٰ کی نافرمانی' شریعت کی حکم عدولی اور گناہوں کی آگ جو انسان کی اخلاقی اور روحانی زندگی کو بھی بھسم کر دیتی ہے۔ اس سے بچنے کی ہدایت کی گئی ہے کہ تا انسان تمام ان امکانی خطرات سے محتاط رہے جو اس کی یا اس کے اہل یا آئندہ نسل کی روحانی ہلاکت کا موجب ہو۔

جہاں تک تربیت نفس کا تعلق ہے یہ وہ بنیاد ہے جس پر انسانیت کی تعمیر و ترقی کا مدار ہے۔ اس لئے قرآنی حکم قوا انفسکم پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔ اور جب اس طور پر ہر شخص ایک مثالی انسان بن جائے گا تو وہ نہ

تزئین ربوہ پروگرام

چند مفید مشورے

محمد اکبر راتھر ریٹائرڈ ڈپٹی ناظم جنگلات

ربوہ شہر سطح سمندر سے ۵۹۰ فٹ سے لے کر ۶۱۳ فٹ کی بلندی پر دریائے چناب کے دائیں کنارے پر واقعہ ہے فیصل آباد سرگودھا ریلوے لائن اور شاہراہ اس شہر سے گزرتی ہیں ربوہ کے شمال مشرقی طرف قدرتی آتشی پہاڑ (Ignous rock) کی فصیل ہے جو دریائے چناب میں طغیانی کی صورت میں حفاظت کا کام کرتی ہے جنوب میں ساہیوال روڈ ہے جس کے گردونواح میں زرخیز زرعی زمین ہے۔ مشرق میں دریائے چناب اور مغربی طرف احمد نگر اور دیگر کئی دیہات آباد ہیں۔

ربوہ کی زمین سخت کلر اٹھی ہے اور زیر زمین پانی ۴۰ فٹ سے ۸۰ فٹ تک گہرائی میں ہے یہاں پر نباتات کا نام ونشان تک نہ تھا۔ شروع میں ماہرین کی رائے سے کلر کھانے والے درختوں کے بیج جگہ جگہ گڑھے کھود کر لگائے گئے جس میں (Prosopis glanduloso) ولائتی کیکر جس کا آبائی وطن جنوبی یو۔ایس۔اے اور شمالی میکسیکو ہے بڑا ہی مفید ثابت ہوا۔ گو اس درخت کا ایندھن اور پھلی بکریوں کے کھانے کے سوا اور کسی کام نہیں آتا تاہم ابتداء میں رہائش رکھنے والوں کے لئے ایندھن کا یہی سہارا تھا جو ابھی تک استعمال ہو رہا ہے سال ۱۹۸۳۔۱۹۸۴ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات پر ربوہ کے ماحول کو یکسر خوشگوار بنا دینے کے لئے تزئین ربوہ کمیٹی بنا دی گئی جس کے لئے ایک باضابطہ پلان آف آپریشن تیار کر کے گلشن احمد نرسری قائم کی گئی جو اب ترقی کرتے کرتے بہت ہی فعال خدمات انجام دے رہی ہے۔ گو اب اہل ربوہ کی انتھک محنت اور درختوں کے اگانے اور مانگ کی وجہ سے دو مزید نرسریاں ایور گرین نرسری محلہ دارالفضل ربوہ اور بلدیہ ربوہ میں قائم ہو چکی ہیں جہاں پر ہر دو موسموں پر ہر قسم کے پھل دار پھول دار اور آرائشی پودے دستیاب ہیں۔

ربوہ شہر کو جدید ٹاؤن پلاننگ کے اصولوں پر بنایا گیا ہے جس کی سڑکیں کشادہ اور گلیاں کھلی اور ہوا دار ہیں اور سارا شہر ۴۰ محلوں پر تقسیم ہے۔ جہاں روحانی طور پر اس شہر کو ساری بنی نوع انسان کے لئے نمونہ بننا ہے وہاں ظاہری طور پر اس کی فضا کو نہایت خوشگوار اور معطر بنانے کے لئے ہم سب کو مل کر اپنے اپنے گھروں اپنی اپنی گلیوں

اور سڑکوں میں پھل دار، خوشبودار اور سایہ دار درختوں کو پروان چڑھانا ہے۔

ربوہ کا کوئی گھر بھی ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ اس میں سال کے کسی بھی وقت کوئی مہمان آجائے اور وہ اپنے گھر کا پیدا کردہ پھل پیش نہ کر سکے۔ اس مقصد کے لئے اہل ربوہ کے گھروں میں پھلدار پودوں کے لگانے کا درج ذیل انتخاب کیا گیا ہے۔ جنوری فروری میں پھل دینے والے مالٹا، امرود۔ مارچ اپریل کینوں، مئی جون فالسہ، توت لوکاٹ۔ جولائی اگست جامن، آم، لیچی اور امرود ستمبر اکتوبر، میٹھا، نومبر دسمبر، مسمی اور فروٹر۔

درخت کب لگائے جائیں

سارے پاکستان میں ہر سال دو دفعہ ہفتہ شجر کاری منایا جاتا ہے یعنی موسم بہار اور موسم برسات میں مگر سوال پیدا ہوتا ہے کہ ربوہ میں جس کو ساری دنیا کے لئے جاذب نظر اور خوشگوار بنانا ہے کونسا موسم موزوں ہے۔

ربوہ کی زمین کلر اٹھی ہے ربوہ میں ماہ مئی، جون اور جولائی انتہائی گرم ہوتے ہیں اور تپش بڑی تیز ہوتی ہے۔ موسم بہار کے بعد (ماہ مارچ اور اپریل) جلد گرمی شروع ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے پودوں کی نشو و نما کے لئے بہت زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے اور گرمیوں میں پانی کی کمی کے سبب اور سخت گرمی سے پودے مرجاتے ہیں۔ موسم بہار میں لگائے گئے پودوں کو اتنا زیادہ وقت نہیں ملتا کہ وہ اپنی جڑوں کو مضبوط بنا سکیں۔ اسلئے اہل ربوہ کو موسم برسات شروع ہوتے ہی پودے لگانے چاہیں گڑھے کا سائز ۱½' × ۱½' × ۱½' رکھا جائے اور پودہ لگ جانے کے بعد ۳ فٹ قطر کا دور گرداگرد بنا دینا چاہیئے تاکہ پودے کو زیادہ سے زیادہ پانی مل سکے۔ پودے لگانے سے پیشتر پودے کی نشو و نما کے لئے ۲ حصہ بھل (دریائی مٹی) اور ایک حصہ خوب گلی سڑی گوبر یا پتوں کی کھاد استعمال کی جائے۔

برسات میں پودوں کو وافر مقدار میں پانی مل جائے گا اس کے علاوہ آگے سردی کا موسم شروع ہو جاتا ہے۔ اور پودوں کی اپنی جڑیں مضبوط کرنے میں خاصہ لمبا وقت مل جاتا ہے اور جب سردی کے بعد گرمی شروع ہو جاتی ہے تو اس وقت پودے اپنی جڑوں کو کافی مضبوط کر چکے ہوتے ہیں اور گرمی کو برداشت کر سکتے ہیں۔ لہٰذا ربوہ کے لئے موسم برسات ہی زیادہ موزوں ہے۔

اب ایک آدھ بات ہو جائے گھروں میں سونا پیدا کرنے کی۔ ظاہر ہے جس خوراک کو کھا کر مرد و زن بچہ، بوڑھا کی صحت قابل رشک دکھائی دے وہ سونا بنانے سے کسی بھی صورت میں کم نہیں اسی طرح گھروں میں ہر فرد بچہ، بوڑھا، مرد و زن لگائے گئے پودوں کے لئے سونا پیدا کر سکتے ہیں جو ان پودوں میں استعمال ہو کر پھلوں کو معیاری بنا سکتے ہیں۔

صحن کے اندر کسی بھی کونے میں ۳ × ۲' × ۱½ کی دو عدد خندقیں کھود لیں اور اس میں گھر کا تمام بچا کھچا کھانا،

پھلوں کے چھلکے اور سبزیوں کے ڈنٹھل مرغیوں' جانوروں کا فضلہ یہاں تک کہ ہڈیوں کوٹ کر اس میں ڈالتے جائیں جب ایک خندق بھر جائے تو اس پر تقریباً ۲"۔۳" موٹی مٹی کی تہ ڈال کر پانی ڈال دیں ۳۔۴ ماہ میں یہ تمام چیزیں گل سڑ کر پودوں کے لئے بہترین غذا کا کام آئیگی۔

اگر صحن میں خندقیں بنانے کی گنجائش نہ ہو تو ۲×۲×۲ سائز کے گڑھے کھود لئے جائیں اور اس طرح یہ چکر چلتا رہے گا۔ ایک طرف گھر کا گند ختم ہو جائیگا تو دوسری طرف پودوں کو کھاد مہیا ہو گی جو دوسری تمام کھادوں سے اچھی ہے۔

اگر صحن میں پھل دار پودوں کے ساتھ ساتھ سبزیاں بھی حاصل کرنا چاہیں تو پودوں کی درمیانی جگہوں کو خوب گوڈی کر کے دو حصہ بھل (نرم دریائی مٹی) اور ایک حصہ بکریوں کی مینگنیاں یک جان کر کے ان پر ٹماٹر' مرچیں' پالک' کھیرا' لہسن' پیاز' پودینہ' سلاد' دھنیا کاشت کئے جا سکتے ہیں مستورات باسانی گھر کے برآمدوں اور صحنوں میں رکھے گئے گملوں میں موسم کے مطابق پھولوں کے موسمی پودے اور بعض سبزیاں اور سٹرابری (Strawbery) بھی اگا سکتے ہیں۔ اس طرح گھر اور اس کے ماحول کو خوبصورت سرسبز بنایا جا سکتا ہے۔

بقیہ از صفحہ ۳۶ :-

غریبوں کی مدد کرو۔ کمزوروں کو پناہ دو۔ کسی کا نقصان نہ کرو۔ اور دوسروں کی چیز کی طمع مت کرو۔

برہمنوں اور کشتریوں نے عیسیٰ کے ان اپدیشوں کو جو وہ شودروں کو دیا کرتا تھا سن کر اس کے قتل کی ٹھانی چنانچہ انہوں نے اس مطلب کے لئے اپنے نوکروں کو نوجوان پیغمبر کی تلاش میں بھیجا۔

مگر عیسیٰ کو جو شودروں نے اس منصوبہ سے مطلع کر دیا تھا وہ رات کو ہی جگن ناتھ سے نکل گیا۔ اور گوتم کے پیروؤں کے کوہستانی ملک میں جہاں کہ ساکی منی بدھ دیو پیدا ہوئے تھے اور جہاں کے لوگ برہم کو مانتے تھے جا بسا اور ان لوگوں کے درمیان رہنے لگا۔" (۲)

مندرجہ بالا حوالے سے خوب کھل جاتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نے شودروں اور ویشوں یعنی پنچ جاتیوں میں نہ صرف قیام فرمایا بلکہ ان کو شرف انسانی کی بحالی میں کماحقہ مدد بھی دی اور ان سے بہت محبت کا سلوک کیا۔ مسیح علیہ السلام سے پہلے اور بعد کسی ریفارمر کا اس طرح ان سے محبت بھرا سلوک ریکارڈ پر نہیں ہے۔

حوالہ جات

(۱) مسیح ہندوستان میں۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ

(۲) یسوع مسیح کے نامعلوم حالات۔ نکولس نوٹوو چ۔ اردو ترجمہ ۱۸۹۹ء۔ جالندھر۔ مطبع ست دھرم پرچارک۔

(جاری)

نتیجہ امتحان سہ ماہی دوم ۱۹۹۸ء

مجلس انصاراللہ پاکستان کے مرکزی امتحان سہ ماہی دوم ۱۹۹۸ء میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ۲۷۴ مجالس کے ۳۵۳۴ انصار نے شرکت کی۔ مندرہ ذیل انصار نے نمایاں پوزیشن حاصل کی۔

اول: مکرم رانا بشارت احمد صاحب میرپور آزاد کشمیر۔ دوم: مکرم عزیز احمد طاہر صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ سوم: مکرم مسعود احمد ظفر صاحب عزیز آباد کراچی۔

جن انصار نے اس امتحان میں خصوصی گریڈ حاصل کیا ان کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

ربوہ: ناصر آباد عبدالسلام ظافر صاحب۔ محمد لطیف چوہدری صاحب۔ خواجہ برکات احمد صاحب۔ شمیم احمد خالد صاحب۔ ناصر احمد صاحب ولد چوہدری بشیر احمد صاحب۔ افتخار احمد چوہدری صاحب۔ دار الرحمت وسطی ربوہ: منور شمیم خالد صاحب۔ منصور احمد تاثیر صاحب۔ عبدالمجید نیاز صاحب۔ محمد ارشد قریشی صاحب۔ فیکٹری ایریا: صادق محمد صاحب۔ گولبازار: محمد عبدالماجد صدیقی صاحب۔ دارالنصر غربی: حکیم محمد نسیم صاحب۔ ماسٹر برکت علی صاحب۔ میاں محمد صدیق صاحب۔ دارالنصر شرقی: مبارک احمد خاں صاحب۔ حبیب اللہ شاد صاحب۔ نصیر آباد حلقہ عزیز: رشید احمد ارشد صاحب۔ دارالصدر غربی: پروفیسر محمد سلطان اکبر صاحب۔ دارالعلوم وسطی: ماسٹر بشارت احمد صاحب۔ متفرق: میاں محمد یوسف صاحب۔ شاہد احمد راجپوت صاحب۔ کراچی: عبدالباری قیوم شاہد صاحب۔ قریشی فصیح الدین صاحب۔ حفیظ احمد صاحب۔ گلشن جامی۔ انور علی صاحب گلشن حدید: سید میاں محمد سلیم شاہجہانپوری صاحب۔ دستگیر سوسائٹی۔ خورشید احمد خاں صاحب۔ ہاؤسنگ سوسائٹی۔ لاہور: چوہدری عبدالرشید صاحب ڈیفنس لاہور۔ محمد قاسم بٹ صاحب۔ چوہدری نثار احمد صاحب۔ خالد مسعود خاں صاحب فیصل ٹاؤن۔ پروفیسر میاں محمد شفیق صاحب۔ خالد محمود بھٹی صاحب ٹاؤن شپ۔ شمیم احمد صدیقی صاحب۔ حلقہ بیت الاحد: محمد رمضان صاحب مصری شاہ۔ محمد سلیم اختر سلطان پورہ۔ افتخار احمد صاحب مصری شاہ۔ محمد سعید اختر صاحب اچھرہ۔ محمد سعید اشرف صاحب مغلپورہ۔ نذیر احمد صاحبمغلپورہ۔ محمد منظور احمد خاں ایاز صاحب واحدت کالونی۔ نذیر احمد عباسی صاحب سول لائن۔ رحمان آباد نواب شاہ: داؤد احمد صاحب ولد نیاز احمد صاحب۔ چیان ضلع راولپنڈی۔ حفیظ احمد صاحب۔ عمرکوٹ سندھ: منشی بشیر احمد صاحب کریم نگر۔ بشارت احمد ثانی صاحب لطیف نگر۔ محمد حسین صاحب محمد آباد۔ رشید احمد راشد صاحب محمد آباد۔ ماسٹر سعید احمد رانا صاحب کنری۔ عبدالمجیب زاہد صاحب کنری۔ رفیق احمد ججہ صاحب۔ جسوکی ضلع گجرات: فضل احمد صاحب۔ حیدر آباد۔ عبدالسلام طاہر صاحب لطیف آباد۔ سیالکوٹ کینٹ۔ شریف احمد صاحب۔ کوٹ ادو ملک عبدالکریم صاحب۔ جڑانوالہ: چوہدری عبدالمجید انور صاحب۔ راجن پور: میاں محمد اقبال صاحب۔ سیالکوٹ شہر: جلال الدین شاد صاحب۔ اٹک: محمد خورشید صاحب۔ راولپنڈی: منیر احمد غزالی صاحب (محمودہ) ملک محمد عبداللہ ریحان راولپنڈی صدر۔ رفیق احمد خاں صاحب راولپنڈی صدر۔ اسلام آباد جنوبی: ایم۔ اے لطیف شاہد صاحب۔ محمد انعام اختر صاحب۔ فیصل آباد: سید محمد یحیی صاحب سمن آباد۔ مرزا منظور احمد بیگ صاحب۔ دارالحمد۔ مرزا محمد یعقوب صاحب دارالنور۔ سانگلہ ہل شیخوپورہ: عبدالغفور صاحب۔ پیرکوٹ ثانی حافظ آباد: محمد انور چیمہ صاحب۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ تمام شرکاء امتحان کو علم و فضل میں ترقی کرنے اور اپنے رضا کی راہوں پر آگے بڑھنے کی توفیق عطا کرتا رہے۔ آمین

عبدالخالق خالد قائد تعلیم

مضمون نگار حضرات سے

درخواست ہے کہ وہ اپنے مضمون یا نظم کی اصل کاپی بھجوایا کریں۔ حوالہ جات اصل کتب سے دیں۔ کاغذ کے ایک طرف حاشیہ چھوڑ کر لکھیں۔

(ایڈیٹر)

Monthly **ANSARULLAH** Rabwah

Editor: NASRULLAH KHAN NASIR

Regd. No. CPL - 92 October 1998

راہ راست

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا میں حلم اور خلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہ راست پر چلاؤں۔ انسان کو اس بات کی ضرورت ہے کہ ایسے دلائل اس کو ملیں جن کے رو سے اس کو یقین آ جائے کہ خدا ہے۔ کیونکہ ایک بڑا حصہ دنیا کا اسی راہ سے ہلاک ہو رہا ہے کہ ان کو خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی الہامی ہدایتوں پر ایمان نہیں ہے اور خدا کی ہستی کے ماننے کے لئے اس سے زیادہ صاف اور قریب الفہم اور کوئی راہ نہیں کہ وہ غیب کی باتیں اور پوشیدہ واقعات اور آئندہ زمانہ کی خبریں اپنے خاص لوگوں کو بتلاتا ہے اور وہ نہاں در نہاں اسرار جن کا دریافت کرنا انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اپنے مقربوں پر ظاہر کر دیتا ہے۔ کیونکہ انسان کے لئے کوئی راہ نہیں جس کے ذریعہ سے آئندہ زمانہ کی ایسی پوشیدہ اور انسانی طاقتوں سے بالاتر خبریں اس کو مل سکیں۔ اور بلاشبہ یہ بات سچ ہے کہ غیب کے واقعات اور غیب کی خبریں بالخصوص جن کے ساتھ قدرت اور حکم ہے ایسے امور ہیں جن کے حاصل کرنے پر کسی طور سے انسانی طاقت خود بخود قادر نہیں ہو سکتی۔ سو خدا نے میرے پر یہ احسان کیا ہے جو اس نے تمام دنیا میں سے مجھے اس بات کے لئے منتخب کیا ہے کہ تا وہ اپنے نشانوں سے گمراہ لوگوں کو راہ پر لاوے۔ لیکن چونکہ خدا تعالیٰ نے آسمان سے دیکھا ہے۔ کہ عیسائی مذہب کے حامی اور پیرو یعنی پادری سچائی سے بہت دور جا پڑے ہیں اور وہ ایک ایسی قوم ہے کہ نہ صرف آپ صراط مستقیم کو کھو بیٹھے ہیں بلکہ ہزارہا کوس تک خشکی تری کا سفر کر کے یہ چاہتے ہیں کہ اوروں کو بھی اپنے جیسا کر لیں۔ وہ نہیں جانتے کہ حقیقی خدا کون ہے بلکہ ان کا خدا انہی کی ایک ایجاد ہے۔ اس لئے خدا کے اس رحم نے جو انسانوں کے لئے وہ رکھتا ہے تقاضا کیا کہ اپنے بندوں کو ان کے دام تزویر سے چھوڑائے۔ اس لئے اس نے اپنے اس مسیح کو بھیجا تا وہ دلائل کے حربہ سے اس صلیب کو توڑے جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بدن کو توڑا تھا۔"

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۳)

صرف اپنے آپ کو ہر قسم کی آگ سے محفوظ کرے گا۔ بلکہ اپنے نیک نمونہ کے باعث الدال علی الخیر کفاعلہ (یعنی نیکی اور بھلائی کی تحریک کرنیوالا گویا نیکی کرنیوالا ہے) کا مصداق اور حق دار قرار پائیگا۔

نیک نمونہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ گھر کی چاردیواری میں بچے اپنے والدین کا نمونہ دیکھتے ہیں اس کی نقل کرتے ہیں اور اس میں وہ فخر محسوس کرتے ہیں۔ بچے والدین کے اخلاق اور سلوک سے متاثر ہوتے ہیں اور ان کے رنگ میں رنگین ہونے کی سعی کرتے ہیں۔ یا سعی نہ بھی کریں تو بے ساختہ ان کی تقلید کرتے ہیں۔ پھر یہ کہ بچہ سادہ ہوتا ہے اور اس کے مشاہدہ اور معائنہ کی حس تیز ہوتی ہے۔ اگر آپ کے قول اور فعل میں تضاد ہوگا تو وہ فوراً اسے نوٹ کرے گا اور آپ کی نصائح کا اس پر کوئی مفید اثر نہیں ہوگا بلکہ الٹا برا اثر ہوگا اس لئے تربیت اولاد کیلئے یہ نہایت ضروری ہے کہ اپنا نیک نمونہ قائم کیا جائے اور اس ذریعہ سے اپنے بچوں کیلئے صراط مستقیم کی نشاندہی کی جائے۔ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کیلئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کے لئے سعی اور دعا کرو جس قدر کوشش تم ان کے لئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی قدر کوشش اس امر میں کرو۔" (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۴۴۴ جدید ایڈیشن)

تربیت نفس یا اپنے نیک نمونہ سے وہ کام آسان ہو جاتا ہے۔ اور اپنی اولاد کی اخلاقی نگرانی، نصیحت کرنے اور بد صحبت سے بچانے میں زیادہ تگ و دو نہیں کرنا پڑتی وہ نعمت خداوندی جسے دنیوی زندگی کی زینت قرار دیا گیا ہے۔ وہ باقیات صالحات بن کر بدلہ کے لحاظ سے بہتر اور امید کی روشنی ثابت ہوگی۔

تربیت نفس کے اس موثر عمل کے باوجود کچھ خارجی اثرات بھی بچوں کے بگاڑ کا موجب بنتے ہیں جس سے نئی نسل کے احساس و شعور پر بھیانک اثرات مترتب ہوتے ہیں اور تربیت کرنے والا سر پکڑ کر بیٹھ جاتا ہے اسے کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ اس مرحلہ پر سب سے موثر ہتھیار دعا کا ہے جو غیر ممکن کو ممکن سے بدل دیتا ہے اور پھر اولاد کے لئے مقبول ہونے کی سند بھی ہے۔ اولاد کے لئے دعا کے بارہ میں حضرت اقدس علیہ السلام کی سیرت ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں میں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کیلئے دعا نہیں کرتا۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ ۵۶۲ جدید ایڈیشن)

حدیث نبویؐ کے مطابق اولاد کے حق میں دعا کو مستجاب قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے اولاد کے لئے سچی محبت اور تربیت کا تقاضا ہے کہ اس اہم طریق کو اپنایا جائے۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں۔

"جس طرح اور جس قدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کے لئے سوز دل سے دعا کرنے کو ایک حزب مقرر کرلیں اس لئے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے۔" (سیرت مسیح موعود از حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی صفحہ ۳۶۔۳۷)

پس انصار اللہ جو اولاد اور پھر اولاد در اولاد کی نعمت سے نوازے گئے ہیں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی تربیت اور محاسبہ کے ساتھ ساتھ ہر آنے والی نسل خواہ وہ جسمانی ہو یا روحانی' نومبائعین ہوں یا واقفین نو اپنے نیک نمونہ' نگرانی اور اپنی متضرعانہ دعاؤں سے کام لیں اور ایک حسین اور صالح معاشرہ کو قائم کریں تاوہ مقصد پورا ہو جس کے لئے احمدیت کا قیام عمل میں آیا ہے۔

حضرت میاں جان محمد...... رفیق بانی سلسلہ احمدیہ کی وفات

مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۹۸ء بروز اتوار ۳:۳۵ بجے سہ پہر حضرت میاں جان محمد...... رفیق بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام ۱۰۲ سال کی عمر میں رحلت فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کا جنازہ محمود آباد (ضلع میرپور خاص سندھ) سے ۸ ستمبر کو ربوہ پہنچا اور نماز جنازہ کے بعد بہشتی مقبرہ کے قطعہ رفقاء حضرت مسیح موعودؑ میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

جیسا کہ روزنامہ الفضل کی خبر سے احباب کو معلوم ہو چکا ہے اس کے حوالہ سے آپ مردوں میں سے آخری رفیق بانی سلسلہ احمدیہ تھے۔ اس خبر کے مطابق تو تاریخ احمدیت کا ایک باب اس مبارک وجود کی وفات سے بند ہو گیا۔ حضرت میاں جان محمد...... نے ۹ سال کی عمر میں حضرت مہدی مسعود علیہ السلام کے مبارک چہرہ کی زیارت کی اور مصافحہ سے فیضاب ہوئے۔

اب یہ مبارک وجود اگرچہ ہم میں نہیں جنہوں نے مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ پایا۔ مگر ان کی باقیات صالحات ہم میں موجود ہیں۔ اور یہ وہ برکات ہیں جو رہتی دنیا تک قائم رہیں گی۔ ان کے نقوش پا محفوظ ہیں۔ ان کی روایات ہمارے پاس ایک قیمتی سرمایہ ہیں۔ ہماری ہر آنے والی نسل اس عظیم اثاثہ کو حرز جان بنا کر ان رفعتوں سے ہمکنار ہو سکتی ہے جو احمدیت کا مقدر ہیں۔

ادارہ حضرت میاں جان محمد...... کے انتقال پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ عالمگیر جماعت احمدیہ اور موصوف کے خاندان' اولاد و احفاء سے تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو جنت الفردوس میں ارفع مقام عطا فرمائے۔ آمین

امام الکلام

محبوب حقیقی کی رضا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"......خدا تعالیٰ کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اس کے جلال کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو۔ اور یاد رکھ
کہ قرآن کریم میں پانسو کے قریب حکم ہیں اور اس نے تمہارے ہریک عضو اور ہریک قوت اور ہریک وض
اور ہریک حالت اور ہرایک عمر اور ہریک مرتبہ فہم اور مرتبہ فطرت اور مرتبہ سلوک اور مرتبہ انفراد اور اجتماع کے
لحاظ سے ایک نورانی دعوت تمہاری کی ہے سو تم اس دعوت کو شکر کے ساتھ قبول کرو اور جس قدر کھانے تمہار
لئے تیار کئے گئے ہیں وہ سارے کھاؤ اور سب سے فائدہ حاصل کرو۔ جو شخص ان سب حکموں میں سے ایک کو بھ
ٹالتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مواخذہ کے لائق ہو گا۔ اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کر
اور مسکینی سے قرآن کریم جو اپنی گردنوں پر اٹھاؤ کہ شریر ہلاک ہو گا اور سرکش جہنم میں گرایا جائے گا۔ پر
غریبی سے گردن جھکاتا ہے وہ موت سے بچ جائے گا۔ دنیا کی خوشحالی کی شرطوں سے خدا تعالیٰ کی عبادت مت کرو
ایسے خیال کے لئے گڑھا در پیش ہے۔ بلکہ تم اس لئے اس کی پرستش کرو کہ پرستش ایک حق خالق کا تم پر ہے
چاہیئے پرستش ہی تمہاری زندگی ہو جاوے اور تمہاری نیکیوں کی فقط یہی غرض ہو کہ وہ محبوب حقیقی اور محسن حقی
راضی ہو جاوے کیونکہ جو اس سے کمتر خیال ہے وہ ٹھوکر کی جگہ ہے۔

خدا بڑی دولت ہے اس کے پانے کے لئے مصیبتوں کے لئے تیار ہو جاؤ۔ وہ بڑی مراد ہے۔ اس کے حاص
کرنے کے لئے جانوں کو فدا کرو۔ عزیزو! خدا تعالیٰ کے حکموں کو بے قدری سے نہ دیکھو۔ موجودہ فلسفہ کی زہر تم
اثر نہ کرے۔ ایک بچے کی طرح بن کر اس کے حکموں کے نیچے چلو۔ نماز پڑھو نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی
ہے اور جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو ایسا نہ کر کہ گویا تو ایک رسم ادا کر رہا ہے بلکہ نماز سے پہلے جیسے ظاہر و
کرتے ہو ایسا ہی ایک باطنی وضو بھی کرو۔ اور اپنے اعضاء کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو۔ تب ان دونوں وضو
کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور نماز میں بہت دعا کرو اور رونا اور گرگرانا اپنی عادت کر لو تا تم پر رحم کیا جائے۔"

(ازالہ اوہام حصہ دوم روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۴۸-۴۹

کلام الامام

اخلاق کی اہمیت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی .... فرماتے ہیں:۔

"اخلاق ایک ایسی چیز ہے جو ہر ایک کو نظر آتے ہیں لیکن ایمان کو کوئی نہیں دیکھتا۔ کتنا ہی کسی کو یقین ہو کتنا ہی کسی کو وثوق ہو۔ اگر اپنے ظاہر پر اس کا اثر نہ ہو۔ تو کسی اور پر بھی اثر نہیں ہوتا۔ ایمان کا معاملہ بالکل پوشیدہ ہوتا ہے اور کسی پر ظاہر نہیں ہوتا۔ .... ایمان گو خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑی حقیقت رکھتا ہے اور اس کی اہمیت زیادہ ہے۔ مگر بندوں کے نزدیک اس کی اتنی حقیقت نہیں۔ بندوں کے نزدیک تو اس چیز کی زیادہ حقیقت ہے جو ایمانی رنگ میں ہر وقت زیر نگاہ رہتی ہے۔ قلبی ایمان کی حقیقت بندوں کے سامنے نہیں ہوتی۔ وہ دل کے واقف نہیں ہوتے اس لئے کسی کے دل کی بات کا وہ اندازہ نہیں لگا سکتے۔ ان کے سامنے ظاہراطور پر کچھ ہونا چاہئے تو وہ کچھ کر سکتے ہیں۔ یہ ایک نکتہ تھا لیکن افسوس کہ یہی نکتہ لوگوں کے سامنے مخفی ہو گیا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ لوگ اس بات کو سمجھتے مگر برخلاف اس کے اس زمانہ میں ہمارے لوگ بالکل ہی نہ سمجھ سکے کہ قلب کی ساری کیفیتیں صرف خدا ہی جانتا ہے۔ قلبی حالت ہمیشہ انسان کی نظروں سے پوشیدہ رہتی ہے۔ اور انسان مطلقاً اس بات کو نہیں جان سکتا کہ کسی کے دل میں کس حد تک ایمان ہے۔ انسان جب بھی ایسا اندازہ لگائے گا۔ وہ کسی کے اعمال سے ہی لگائے گا۔ جو نظروں کے سامنے ہوتے ہیں۔ وہ اس کے عمدہ اخلاق کو دیکھ کر کہے گا کہ یہ ایماندار آدمی ہے۔ وہ اس کے معاملات کی صفائی دیکھ کر کہے گا کہ اس کا قلبی ایمان اچھا ہے۔ لیکن اگر اس کے اخلاق عمدہ نہیں اور اس کے معاملات میں صفائی نہیں تو کوئی شخص نہیں جو (باوجود اس کے ایمان کے جو کہ ایک قلبی کیفیت ہے) اس کے متعلق عمدہ رائے ظاہر کر سکے۔ پس اخلاق اور معاملات کی صفائی ہی ایک شخص کے قلب کا پتہ بتاتے ہیں کہ وہ کیسا ہے۔ اس لئے یہ نہایت ہی ضروری ہے کہ اخلاق کو سنوارا جائے۔ اور معاملات میں صفائی پیدا کی جائے۔ اس بات کو سوچنا چاہئے کہ اگر کوئی شخص جو اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ میرے اندر ایمان ہے اور اس کے اخلاق اور معاملات اچھے نہیں لیکن وہ اپنے ایمان کو واقعات کے ساتھ ثابت کرنا چاہے اور لاکھ کہے کہ مجھ میں ایمان ہے اور اس پر وہ ایک نہیں دو نہیں بیسیوں قسمیں بھی کھا جائے۔ تو کیا کوئی شخص محض اس کی قسموں کی بناء پر اس کے کہنے کے مطابق مان لے گا؟ وہ ہرگز نہیں مانے گا کیونکہ وہ اس کی ان باتوں کو دیکھ رہا ہوتا ہے جن سے ایمان کی شناخت ہو سکتی ہے"

(خطبات محمود جلد ۱۰ صفحہ ۱۸۰۔۱۸۱)

عربی منظوم کلام

عِلْمِیْ مِنَ الرَّحْمٰنِ ذِی الْاٰلَاءِ بِاللّٰہِ حُزْتُ الْفَضْلَ لَا بِدَھَاءِ

میرا علم خدائے رحمان کی طرف سے ہے جو نعمتوں والا ہے۔ میں نے خدا کے ذریعہ فضل الٰہی کو حاصل کیا ہے نہ کہ عقل کے ذریعہ

کَیْفَ الْوُصُوْلُ اِلٰی مَدَارِجِ شُکْرِہٖ نُثْنِیْ عَلَیْہِ وَلَیْسَ حَوْلُ ثَنَاءِ

ہم اس کے شکر کی منزلوں تک کیسے پہنچ سکتے ہیں کہ ہم اس کی ثنا کرتے ہیں اور ثنا کی طاقت نہیں

اَللّٰہُ مَوْلٰنَا وَ کَافِلُ اَمْرِنَا فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا وَ بَعْدَ فَنَاءِ

خدا ہمارا مولیٰ ہے اور ہمارے کام کا متکفل ہے اس دنیا میں بھی اور فنا کے بعد بھی

نَتْلُوْ ضِیَاءَ الْحَقِّ عِنْدَ وُضُوْحِہٖ لَسْنَا بِمُبْتَاعِ الدُّجٰی بِبَرَاءِ

ہم حق کی روشنی کی، اس کے ظاہر ہوتے ہی، پیروی کرتے ہیں۔ چاند طلوع ہوجانے کے بعد ہم تاریکی کے خریدار نہیں

غَلَبَتْ عَلٰی نَفْسِیْ مَحَبَّۃُ وَجْہِہٖ حَتّٰی رَمَیْتُ النَّفْسَ بِالْاِلْغَاءِ

میرے نفس پر اس کی ذات کی محبت غالب ہوئی یہاں تک کہ میں نے نفس کو بیکار کر کے نکال پھینک

اَللّٰہُ کَھْفُ الْاَرْضِ وَالْخَضْرَاءِ رَبٌّ رَّحِیْمٌ مَّلْجَأُ الْاَشْیَاءِ

اللہ ہی پناہ ہے زمین اور آسمان کی۔ وہ رب رحیم ہے اور سب چیزوں کی جائے پنا

بَرٌّ عَطُوْفٌ مَّأْمَنُ الْغُرَمَاءِ ذُوْ رَحْمَۃٍ وَّ تَبَرُّعٍ وَّ عَطَاءِ

وہ حسن سلوک کرنے والا مہربان، مصیبت زدوں کے لئے جائے امن ہے۔ وہ رحمت و احسان اور بخشش والا ہے

(انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۶۶-۲۶۷